دین و ادب

مذاکرۂ ادبیاتِ اسلامی کی روداد

خطبۂ صدارت
اور اہم خطاب
و مضامین

مرتبہ
محمد رابع حسنی ندوی
(صدر شعبۂ عربی)
دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

بار اوّل
(۱۴۰۱ھ - ۱۹۸۱ء)

کتابت ——— حسن اختر
صفحات ——— ۱۰۴
طباعت ——— لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس (آفسٹ)

قیمت
چھ روپے

طابع و ناشر

دفتر "الندوة العالمية للأدب الإسلامي"
(مجلس ادبیات اسلامی)
پوسٹ باکس نمبر ۹۳، ندوۃ العلماء
لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست مضامین

"دین وادب"

① ندوۃ العلماء میں عربی واسلامی ادب پر تاریخی مذاکرہ ——— ۵

② دعوت نامہ ——— ۱۳

③ مذاکرۂ علمی کے رہنما عناوین ——— ۱۹

④ خطبۂ صدارت — (از مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلہ) — ۲۲

⑤ ادبی سیمینار کے اُردو، فارسی، انگریزی سیکشن کا اختتامی خطبہ —
(از مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلہ) ——— ۳۷

⑥ اسلام کا ادبی وتنقیدی نظریہ (از ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت باشا، ریاض) ۴۸

اس نظریہ کی ضرورت ——— ۴۸

ادب اسلامی کے اولین داعی ——— ۵۹

اسلامی ادب پر ایک طائرانہ نظر ——— ۶۱

ادب اسلامی کی چند خصوصیات ——— ۶۶

⑦ "نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر" ——— ۶۹

⑧ جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا؟ ۷۰

⑨ ادبِ اسلامی کے عناصر (از شیخ عبداللہ بن ابراہیم انصاری، قطر) ۷۱

www.abulhasanalinadwi.org

دین کا فکر و اہتمام ____ ۷۴
اخلاقی التزام ____ ۷۴
اسلامی خصوصیت ____ ۷۵
امت مسلمہ کو اتحاد باہمی کی دعوت دینا ____ ۷۶
اسلامی خصوصیات کا التزام ____ ۷۸
اُمت کی سچی تصویر پیش کرنا اور اس کی خوبیوں کو اُجاگر کرنا ____ ۷۹
ادب عربی کا پڑھنا ____ ۸۱
(۱۰) مذاکرۂ ادبیات اسلامی میں پیش کیے گئے مقالات ____ ۸۳
عربی مقالات ____ ۸۳
عربی قصائد ____ ۸۷
اُردو، انگریزی، و فارسی مقالات ____ ۸۷
(۱۱) تجاویز و سفارشات ____ ۹۰
اوّل. اسلامی ادب کے دائرۂ کار میں توسیع ____ ۹۳
دوم. ادبِ اسلامی کی تعلیم کا میدان ____ ۹۵
سوم۔ اسلامی ادب کی اشاعت اور اسلامی ادباء کی کوششوں کو ہم آہنگ کرنا۔ ____ ۹۶
چہارم۔ دینی تربیت کا میدان ____ ۹۹
پنجم۔ عربی زبان کی تعلیم اور اس کی نشر و اشاعت ____ ۱۰۱

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ندوۃ العلماء میں

عربی و اسلامی ادب پر تاریخی مذاکرہ

ندوۃ العلماء نے ایک بین الاقوامی سیمینار منعقد کیا تھا، جس کا موضوع عربی ادب میں خصوصاً اور دوسری زبانوں کے ادبیات میں اسلامی عناصر کی تلاش تھی، یہ سیمینار ۱۷ راپریل ۱۹۸۱ء سے ۱۹ راپریل ۱۹۸۱ء تک جاری رہا اور شالی و تاریخی کامیابی سے ہمکنار ہوا۔

اس مذاکرۂ علمیہ میں حصہ لینے کے لئے متعدد عرب ممالک کے ممتاز فضلاء و ادباء نے شرکت کی جن میں دورِ حاضر کے بلند پایہ مصنفین، فیکلٹی آف آرٹس کے ڈین، شعراء اور ادباء نے حصہ لیا، اور پوری دلچسپی اور سرگرمی کے ساتھ مباحثات میں شریک ہوئے، عام طور پر عرب ممالک کے وفود جس معیار کے ہوتے ہیں، ان سے ان ادباء کا علمی درجہ مختلف تھا، یہاں آنے والوں میں بیشتر وہ حضرات تھے جو یا تو کانفرنسوں میں شرکت کے لئے نہیں جایا کرتے، اور اگر ملک سے باہر کہیں جاتے ہیں تو بہت ہی بامقصد متعین علمی موضوع پر مباحثہ میں شرکت کے لئے جاتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

حکومت قطر کے بزرگ عالم، اور بڑے دینی منصب پر فائز شخصیت شیخ عبداللہ ابراہیم الانصاری بھی شریک ہوئے، جن کا اگرچہ کسی یونیورسٹی سے تعلق نہیں تھا، لیکن ادبی ذوق، اور دینی و اسلامی ادب کے فروغ میں ان کا بڑا حصہ ہے، اس طرح عرب ممالک کے ادبار کی تعداد بیس درجن سے زیادہ تھی، جن میں عالی مرتبت سیّد عبدالعزیز رفاعی سابق سکریٹری مجلس الوزراء (مملکت سعودیہ) بھی شامل ہیں، جنھوں نے عربی ادب و تاریخ کے ذخیرے سے صحابۂ کرامؓ کی ان شخصیتوں کے ادبی پہلو پر ایک سلسلۂ کتب تیار کر دیا ہے، جن کو صرف دینی شخصیتیں سمجھا جاتا ہے اور جن کو کبھی اس نظر سے دیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ ڈاکٹر عبدالرحمن رافت الباشا بھی قابل ذکر ہیں جنھوں نے الشعر الاسلامی، النثر الاسلامی، اور ادب الدعوۃ کے موضوع پر بالواسطہ اور بلاواسطہ (اپنے قلم سے یا تحقیقی کام کرنے والے فضلاء کے ذریعہ جو ان کی زیر نگرانی کام کر رہے تھے) ایک مستقل کتب خانہ تیار کر دیا ہے جو بڑی ادبی قدر و قیمت کا حامل ہے، نیز جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، جامعۃ الملک عبدالعزیز (جدہ و مکہ) جامعۃ الامام محمد بن سعود، جامعۃ العین (امارات عربیہ) جامعۃ قطر، جامعۃ عمّان (شرق اردن) کے عربی شعبوں کے سربراہ شریک تھے مصر کا ایک ممتاز وفد جس کی قیادت مصر کے وزیر اوقاف، ڈاکٹر زکریا برّی، نائب وزیر اوقاف ڈاکٹر عبداللہ عبدالشکور کامل کر رہے تھے، اُن کے علاوہ شارقہ، دبئی کے فضلاء و ادباء شامل تھے، جامعۃ الملک عبدالعزیز کی طرف سے شام کے مشہور فاضل اور کثیر التصانیف عالم استاذ عبدالرحمن

www.abulhasanalinadwi.org

حسن حسنیٰ شریک تھے، جو ادیب و شاعر ونقاد اور بلند پایہ عالم دین ہیں، سلطنت عُمان کے مفتی احمد حمد الخلیلی بھی تشریف لائے تھے، جو عُمان کے بڑے ادیب و شاعر ہیں۔

دوسری طرف تقریباً ہندوستان کی نامور جامعات (یونیورسٹیز) اور اسلامی درس گاہوں کے اساتذہ شریک ہوئے، اُردو، انگریزی، فارسی کے مقالات کی علیحدہ تنظیم تھی، اور عربی کا علیحدہ سیمینار ہوا، اور دونوں بیک وقت دو مختلف ہالوں میں پوری سنجیدگی، علمی فضا، اور شغف و انہماک کے ساتھ انجام پاتے رہے۔ عربی مذاکرہ کے ہال میں جائیے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ لکھنؤ میں نہیں بلکہ قاہرہ، دمشق، یا حجاز کے کسی عظیم الشان علمی وادبی اجتماع، یا کسی نامور خطیب وادیب کے لکچر میں ہیں، بلکہ صحیح تر الفاظ میں عربی زبان و ادب کا عہد بہاراں واپس آگیا ہے جب اس کا طوطی بولتا تھا۔ جس وقت قصیدوں اور نظموں کے پڑھنے کا وقت آیا، جو مہمان ادبا ر وفور جذبات میں کہکر لائے تھے، یا یہاں کی فضا سے متاثر ہوکر فی البدیہہ کہا تھا تو سوق عکاظ کا نقشہ آنکھوں میں پھر گیا، ان شعرا وادبا میں ہمارے استاد مولانا محمد ناظم صاحب ندوی، سابق مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء، شیخ الجامعۃ العباسیہ بھاول پور (پاکستان) بھی تھے۔

افتتاحی تقاریر میں امام محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض کے پروفیسر ڈاکٹر فتحی عثمان کی نہایت مؤثر اور طاقت ور تقریر تھی، جس کو حاضرین نے بہت تاثر و ذوق سے سُنا۔

ندوہ کی خدمات اور اس کی اس فکر کو تمام علمائے ادب نے سراہا کہ ادبیات میں اسلامی تصور اور اخلاقی قدروں کے کافی خزانے موجود ہیں، ان کو منظرِ عام پر آنا چاہئے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں بتایا کہ صرف قرآن کریم کا یہ احسان ہے کہ عربی زبان زندہ ہے، اور اپنے مرکز سے ہزاروں میل کی دوری پر آج اس کے ادب پر مباحثہ ہو رہا ہے۔ مولانا نے تفصیل سے بتایا کہ اس ملک اور اس برصغیر میں عربی زبان و ادب، تاریخ و سیر، حدیث و تفسیر پر کیا کام ہوئے ہیں، جن کی مثال دوسرے کسی غیر عرب ملک میں مشکل سے ملے گی۔ نیز یہ کہ یہاں کے علماء نے ملک کی زبان و ادب کی ترقی اور سرگرمی میں قائدانہ و رہبرانہ حصہ لیا ہے (جس کی نظیر دوسرے ملکوں میں ملنی مشکل ہے) اور وہ یہاں کی علمی و ادبی زندگی میں اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ زبان و ادب کا کوئی مؤرخ ان کا ذکر کئے، ان کی خدمات کا اعتراف کئے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا۔ مولانا نے اس پہلو کو بھی واضح کیا کہ ندوۃ العلماء کے بانیوں، اور اس کے نامور فضلاء نے عربی ادب اور دین کو ہم آہنگ بنانے اور ایسا نصاب تعلیم مرتب کرنے کی سب سے پہلے دعوت دی جس میں دین و ادب پہلو بہ پہلو، اور ایک دوسرے کے معاون نظر آئیں۔

ندوہ کا یہ سیمینار اپنے حسنِ انتظام، سنجیدہ علمی مقالات، اور عرب ادباء کی دل چسپی و سرگرمی کے لحاظ سے بے مثال سمجھا جا رہا ہے، عرب وفود نے پوری وسعت قلبی سے اس کا اعتراف کیا، اور نظم و نثر دونوں میں ندوہ کے فضلاء و ادباء کو خراج عقیدت پیش کیا، جنھوں نے عربی نثر و مقالہ نگاری

کا ایک ایسا اسلوب پیش کیا ہے، جو عربی زبان و ادب کی حلاوت و فصاحت اور دعوت کی روح و طاقت دونوں کا بیک وقت مظہر اور نمونہ ہے۔

اس مذاکرہ میں عربی کے ۴۰ مقالات پڑھے گئے، ۱۰ قصیدے سنائے گئے، اُردو سیکشن میں ۲۴ مقالات پیش ہوئے، جن میں پانچ انگریزی، ایک فارسی اور بقیہ اُردو کے تھے۔

مذاکرہ علمی کا اختتام ایک سفارش پر ہوا، جس میں ادبیات کے اندر اسلامی تصورات کی تلاش اور مزید ادبی کاموں میں اخلاقی و مذہبی عناصر کو اُجاگر کرنے کی تدابیر شامل ہیں۔ نیز یہ کہ ایک مستقل سکریٹریٹ قائم کیا جائے، جس کا صدر مقام دار العلوم ندوۃ العلماء ہو، یہ سفارشات ایک کمیٹی نے مُرتب کیں جو عرب اساتذہ ادب پر مشتمل تھی۔ ندوۃ العلماء کی طرف سے اس کے رکن مولانا واضح رشید ندوی تھے، کمیٹی کے ایک معزز رکن ڈاکٹر فتحی عثمان نے سفارشات مرتب کرنے کا بنیادی رول انجام دیا، اور انھوں نے ہی سفارشات سیمنار کے جلسہ عام میں پڑھ کر سنائیں اور منظور کرائیں۔

شیخ محمد المجذوب (جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) نے اجلاس کے آغاز میں تجویز پیش کی کہ صدر میزبان ادارہ کے سربراہ کو ہونا چاہئے، جیسا کہ عام بڑی مؤتمروں اور کانفرنسوں میں ہوتا ہے، اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے، کہ مہمانوں میں سے کسی کو صدر بنایا جائے تو دوسرے مہمانوں کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کو کم درجہ دیا گیا، عربی کے اس سیمنار کے مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی بالاتفاق صدر منتخب ہوئے، جلسوں کو کنڈکٹ کرنے کی خدمت علامہ ادب

www.abulhasanalinadwi.org

استاد رأفت باشا نے انجام دی، جو جامعہ امام محمد بن سعود میں (جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے) ایک قدیم تجربہ کار مربی اور استاد ہیں، اور ان کی سرکردگی میں متعدد طلباء نے اسلامی ادبیات پر ایم اے، پی. ایچ. ڈی. کیا ہے، اور جن کے محققانہ مقالات کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔

اُردو سیکشن کی صدارت جناب سید صباح الدین عبدالرحمٰن ناظم دار المصنفین اعظم گڑھ نے کی، ان کے مددگار اور شریک کار پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی (جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی) تھے، اور کنڈکٹ کرنے کے فرائض ڈاکٹر محمد اقبال انصاری (ندوی) علی گڑھ یونیورسٹی نے انجام دیئے۔

مجلس مذاکرہ کے انتظامات اور مشوروں میں ڈاکٹر مولانا عبداللہ عباس ندوی (استاد جامعۃ الملک عبدالعزیز مکہ مکرمہ واستاد زائر ندوۃ العلماء)، مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی (مدیر "البعث الاسلامی" واستاد اعلیٰ ادب عربی دار العلوم) مولانا سید واضح رشید ندوی (مدیر عربی جریدہ "الرائد" واستاد ادب عربی ندوۃ العلماء) اور مولانا ابوالعرفان ندوی استاد دار العلوم ندوۃ العلماء پیش پیش تھے، سیمینار کے انعقاد سے کئی روز پیشتر مولوی محمد شبیر ندوی (جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی) دار العلوم میں آ گئے تھے، جن کا ۱۹۷۵ء کے ندوۃ العلماء کے پچاسی سالہ جشن کے کامیاب بنانے میں خاص حصہ تھا، عزیزان مولوی شفیق الرحمٰن ندوی اور مولوی محمود الازہار ندوی نے دفتر کی ذمہ داری سنبھالی اور مراسلت و رابطہ کا کام بڑی تندہی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ سیمینار کی کامیابی میں ان کی کوششوں، تجربہ اور تنظیمی و انتظامی صلاحیت کو بھی خاص دخل تھا، اس تاریخی اور نازک موقع پر دار العلوم کے ہر عمر کے طلباء

www.abulhasanalinadwi.org

نے جس سعادت وصلاحیت اور سرگرمی وجانفشانی کا مظاہرہ کیا وہ ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے، عرب مہمان اور غیر ملکی فضلاء (جو کثرت سے کانفرنسوں میں جاتے رہتے ہیں، اور ملک ملک دیکھے ہوئے ہیں) جہاں دارالعلوم کی پُرسکون وپُروقار علمی وادبی فضا سے متاثر ہوئے، اور انھوں نے ایک سے زائد بار اپنے اس گہرے تاثر کا اظہار کیا، وہاں ان طلباء کی سعادت ونظم واطاعت سے بھی بڑے متاثر ہوئے۔ اس سیمینار کا انعقاد اور اس کی غیر معمولی کامیابی (جو محض تائید الٰہی اور توفیق خداوندی کا کرشمہ تھا) نہ صرف ندوۃ العلماء بلکہ پورے ہندوستان کے لئے موجب شکر اور سرمایہ فخر ہے، اور مدتوں اس کو یاد رکھا جائے گا۔

امید ہے کہ یہ مذاکرہ علمی ایک نشان راہ، اور ایک عظیم سفر کا آغاز ہوگا، جس کا فائدہ پورے دین وادب اور ان کے مرکزوں کو پہونچے گا۔

یہاں سب سے پہلے وہ دعوت نامہ درج کیا جاتا ہے جو عربی اور اُردو دونوں زبانوں میں مدعوئین کو بھیجا گیا تھا۔ اور جس میں اس مجلس مذاکرہ کے مقاصد وموضوع کا مفصل تعارف اور اس کے انعقاد کی ضرورت کا واضح بیان آگیا ہے، پھر مجلس مذاکرہ کے عربی خطبۂ صدارت کا ترجمہ جو ڈاکٹر مولوی عبداللہ عباس ندوی کے قلم سے ہے، نیز صدر مجلس مذاکرہ کی وہ تقریر جو انھوں نے سیمینار کے اُردو سیکشن میں کی اور اسی وقت ریکارڈ کرلی گئی تھی پیش کی جائیگی۔ ڈاکٹر فتحی عثمان کی ولولہ انگیز تقریر کا ترجمہ مختلف رسالوں میں چھپ چکا ہے، اسکی گونج بہت دنوں تک کانوں اور مجلسوں میں باقی رہے گی اور

www.abulhasanalinadwi.org

اس سے اس علمی و ادبی مجلس مذاکرہ میں ایک جوش پیدا ہو گیا تھا، آخر میں مجلس مذاکرہ کے لائق کنوینر اور فاضل مندوب علامہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت الباشا کا فاضلانہ پُر مغز و فکر انگیز مقالہ اور شیخ عبداللہ ابراہیم انصاری کا رُوحِ اسلامی سے معمور خطبہ بھی کتاب میں شامل ہے، جو انھوں نے مجلس میں پڑھ کر سُنایا، اور جس میں ادب اسلامی کے صحیح خدوخال اور اس کا صحیح تخیل اور منصوبہ آگیا ہے اور جو اس مجلس کے بہترین مقالات میں شمار کئے جانے کے قابل ہے۔

محمد رابع حسنی ندوی

صدر شعبۂ ادب عربی

دار العلوم ندوۃ العلماء

www.abulhasanalinadwi.org

دعوت نامہ

مکرّمی!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ہم آپ کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ ادب اور بالخصوص ادب عربی کے ذخیرہ کا نئے سرے سے جائزہ لینے، پھر سے اس کا مطالعہ کرنے اور نئے انداز سے پیش کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ ہر قوم کے ادب کی طرح یہ بھی ابتلا و آزمائش کے دور سے گذرتا رہا ہے، ابتلاو آزمائش کا یہ مرحلہ تقریباً فطری ہے اور اس سے ہر زبان و ادب کو گذرنا پڑا ہے، البتہ اس کی مدت میں کمی بیشی ہوتی رہی ہے، کسی قوم کے ادب میں آزمائش کا دور طویل ہوا ہے تو کسی کا مختصر، دراصل اس کا تعلق معاشرتی حالات، سیاسی عوامل و محرکات اور اصلاح و تجدید کی تحریکوں سے ہے، جہاں یہ چیزیں پورے طور پر میسّر آگئیں وہاں آزمائش کا دور مختصر ہوگیا، اور جہاں یہ چیزیں میسّر نہ آئیں یا کم آئیں اس ادب اور قوم کی آزمائش اور زبوں حالی کا دور طویل ہوگیا۔

"کسی بھی ادب کی آزمائش اور ابتلا یہ ہے کہ اس پر ایسے لوگ حاوی

www.abulhasanalinadwi.org

ہو جائیں جو ادب کو بطور فن اور پیشہ کے اپناتے ہیں اور اس کو صرف اپنے ساتھ مخصوص و محدود بنا لیتے ہیں، اس کو بنانے سنوارنے اور عبارت آرائی کرنے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتے ہیں کہ اس طرح کمال و مہارت کا سکّہ جما کر اپنی مقصد برآری کریں۔ یہ صورت حال مسلسل ترقی پذیر ہوتی ہے، یہاں تک کہ ادب صرف انہی افراد کی میراث بن کر رہ جاتا ہے اور ایک ایسا وقت آتا ہے کہ ادب کا تصوّر ان ہی کے نگارشات قلم تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے، جو محض صنعت و فن کاری اور تقلیدی ادب کا مجموعہ ہوتا ہے، اس کے اندر زور ہوتا ہے نہ رُوح، جدّت و ندرت ہوتی ہے اور نہ دل آویزی کا کوئی سامان۔

یہ مصنوعی اور تقلیدی ادب اس فطری، رواں اور سلیس ادب اور اسکی بلیغ تعبیرات پر، جن پر انسان جھوم اُٹھے، اور اس کے ذہن و فکر کے اندر وسعت پیدا ہو جو کسی اسلوب کی اندھی تقلید سے روکے، اور انسان کے اندر خود اعتمادی پیدا کرے۔ وہ ادب جس سے اس قوم کا کتُب خانہ بھرا پڑا ہے، اس ادب پر یہ تقلیدی اور مصنوعی ادب چھا جاتا ہے۔ حالانکہ اس رواں اور سلیس ادب میں اس کے سوا اور کوئی عیب یا نقص نہیں کہ وہ ان افراد کے قلم سے نکلا ہے جنھوں نے ادیبوں کی وردی نہیں پہنی اور انھوں نے ادب و انشا کو پیشہ یا ذریعۂ معاش نہیں بنایا، اور ان کے دل کش و دلنواز ادبی خوش بیانیوں کو کسی ادبی عنوان سے موسوم نہیں کیا گیا اور نہ اس کا ادب کے سیاق میں ذکر کیا گیا ہے، بلکہ اس کی کسی دینی بحث، عالمانہ اور فکر انگیز کتاب اور فلسفیانہ یا

www.abulhasanalinadwi.org

معاشرتی موضوع کے سلسلے میں جلوہ نمائی ہوئی ہے۔ یہ سب ادبی شہ پارے دینی و اخلاقی اور علمی کتابوں کے انبار میں دبے ہوئے ہیں، روایتی ادب نے خود پسندی کی بنا پر اسے اپنی صف میں جگہ نہیں دی اور مؤرخین ادب نے اپنی فکر و نظر کی کوتاہی کے سبب ادھر توجہ نہیں کی اور نہ اسے وہ مقام دیا جس کے وہ شہ پارے جا بجا طور پر مستحق تھے۔

یہ فطری، دلآویز اور طاقتور ادب، عربی کے معمور کتب خانہ میں بہت وسیع ہے اور اس کی تاریخ مصنوعی و تقلیدی ادب سے زیادہ قدیم ہے، کیونکہ مکاتیب و خطوط اور قصّہ کہانیوں اور اس طرح کے تقلیدی ادب کے مدون ہونے سے بہت پہلے حدیث و سیرت کی کتابوں میں یہ فطری اور طاقت ور ادب مدون ہو چکا تھا، لیکن ادب کے مورخین اور تحقیق اور ریسرچ کا کام کرنے والوں نے جتنی توجہ تقلیدی ادب پر صرف کی اتنی اس قدیم اور فطری ادب پر نہیں کی جس سے عربی زبان کی صلاحیت و برتری اور اس کی گہرائی ظاہر ہوتی ہے اور اہلِ زبان کا کمالِ فن، ملکہ اور زبان پر ان کی قدرت کا اندازہ ہوتا ہے اور درحقیقت وہی ادب کا پہلا اور اصل مدرسہ ہے۔

ان کی دینی اور علمی تحریروں کی برتری، اثر انگیزی، قوت اور دلآویزی کا راز صرف اس حقیقت میں مضمر نہیں ہے کہ یہ سجع اور محاسن بدیع کی قیود سے پاک ہیں سلیس اور رواں ہیں، بلکہ اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ ان تحریروں کا باعث و محرک عقیدہ اور جذبۂ دل ہے، یہ تحریریں ایک مسئلہ پر مکمل اطمینانِ قلب ہو جانے کے بعد، پورے جوش اور لگن کے ساتھ لکھی گئی ہیں، ان کے

www.abulhasanalinadwi.org

برعکس جو تحریریں صرف مظاہرۂ ادب کے لئے لکھی گئی ہیں، وہ کسی بادشاہ و وزیر یا دوست کی فرمائش پر، یا اپنے ادبی ذوق کی تسکین یا معاشرہ کی خواہش کی تکمیل یا حصول شہرت اور اپنی برتری و تفوق کا سکہ جمانے کی غرض سے لکھی گئی ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ سارے محرکات سطحی ہیں، ان کے اندر یہ صلاحیت کہاں کہ کسی تحریر کے اندر قوت اور روح پیدا کر سکیں یا اس کو زندۂ جاوید بنا سکیں، اس مصنوعی ادب اور قلب اور عقیدہ کی زبان سے نکلنے والی تحریروں کے درمیان وہی فرق ہے جو انسان اور اس کی تصویر کے درمیان ہوتا ہے یا کرائے پر رونے والی اور اس چوٹ کھائی ہوئی ماں کے درمیان ہوتا ہے، جس کا اپنا بچہ موت کا شکار ہو گیا ہو۔ یہ پیشہ ور ادیب اپنی تحریروں میں ان بہروپیوں کے مشابہ نظر آتے ہیں جو کبھی بادشاہوں کا رول ادا کرتے ہیں تو شاہانہ جاہ و جلال کا نقشہ پیش کرتے ہیں، کبھی فقیروں کا کردار ادا کرتے ہیں تو فقیروں کا لباس پہن لیتے ہیں، کبھی کسی قسمت کے دھنی کا پارٹ ادا کرتے ہیں اور کبھی قسمت کے مارے کا، لیکن نہ تو سعادت و خوش بختی کا سایہ ان کو نصیب ہوتا ہے اور نہ فقر و فاقہ اور بدبختی کی آنچ ان تک پہونچتی ہے، کبھی کسی غمزدہ کے غم کی کسک محسوس کئے بغیر اس کے غم میں شریک ہوتے ہیں اور کبھی کسی خوش نصیب کی مسرتوں کے احساس مسرت میں شرکت کے بغیر اس کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

یہاں ادب کی ان قدیم کتابوں کی جو خطوط اور قصہ کہانیوں، نیز دیگر اصناف پر مشتمل ہیں تحقیر مقصود نہیں، زبان و ادب اور ان کی فنی قدر و قیمت

www.abulhasanalinadwi.org

کو گھنگالنا مقصود ہو، مقصد یہ ہے کہ ادب اور زبان کے مختلف مراحل میں یہ ایک فطری مرحلہ ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ حقیقت ہے کہ ادب صرف یہی نہیں ہے اور نہ وہ ادب عالی کی نمائندگی کرتا ہے جو دُنیا کا بہت وسیع اور بڑا دلآویز ادب ہے، ان کتابوں نے تحریر و نگارش کی فطری صلاحیتوں اور وہبی قوتوں کو بڑا نقصان پہونچایا ہے۔ ان کی وجہ سے عربی زبان کی صلاحیت پر حرف آیا ہے۔ انھوں نے فکر و ذہن کے اندر وسعت پیدا کرنے اور حقیقت و خیال کی دُنیا میں پرواز کرنے سے باز رکھا۔ اس عظیم قوم کی جو بے مثل زبان و ادب عالی کی حامل ہے، ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن گئیں، لہٰذا ہمارے لئے بہتر یہ ہے کہ ہم ادب اور ادبار کی صف میں انھیں وہ مقام دیں جن کی وہ مستحق ہیں اور ان پر وہ توجہ صرف کریں جو ان کا حق ہے اور از سرِ نو عربی ذخیرہ کتب کو کھنگالیں اور اپنے نونہالوں اور نئی نسل کے سامنے قدیم کتابوں سے ادب کے نئے نمونے پیش کریں تاکہ وہ اس زبان کی چاشنی اور حلاوت سے لطف اُٹھائے، اس کی نشو و نما اس طرح ہو کہ وہ صحیح اور بلیغ اسلوب میں مافی الضمیر کی ادائیگی پر قادر ہو، ساتھ ہی ساتھ اس وسیع کتب خانے سے آگاہ ہو اور اس سے استفادہ کر سکے۔"[1]

روزِ اوّل ہی سے ندوۃ العلماء کے پیشِ نظر یہ کام رہا ہے اور اس نے

---

[1] دعوت نامہ کا وہ حصّہ جو واوین (Inverted Comas) کے درمیان ہے اس مقالہ سے ماخوذ ہے جو المجمع العلمی دمشق (حال مجمع اللغۃ العربیہ) کی رکنیت کے موقع پر لکھا گیا تھا اور اس کے رسالہ المجمع العلمی میں شائع ہوا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس کا خاص اہتمام کیا، اس کے ثبوت میں ندوۃ العلماء کے کارکنوں اور فضلاء کی تحریری کاوشیں پیش کی جا سکتی ہیں جو ادب، تنقید، تاریخ ادب اور منتخبات کے شرح و بیان کے سلسلے میں ہیں، اس طرح اس کے ذریعہ ایک خاص مکتبِ فکر وجود میں آیا ہے، اس مکتب فکر کے اثرات و نتائج گذشتہ اسّی برس کی مدّت میں خاص طور پر اُردو زبان میں ظاہر ہوئے ہیں جو برصغیر کے مسلمانوں کی زبان ہے۔ علاوہ ازیں ندوہ کے ادبا (جو عربی سے اشتغال رکھتے ہیں اور اس میں تصنیف و تالیف کا کام کرتے ہیں) کی کتابوں اور تحریروں میں بھی اس کی چھاپ نمایاں طور سے نظر آئے گی۔

ہم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ادبی تصوّرات کا جائزہ لینے اور اس پر غور کرنے کے لئے ایک علمی مذاکرہ منعقد کرنے کی توفیق دے رہا ہے جس میں ہم ادب عربی کے ان تمام پہلوؤں کا جائزہ لیں گے جو ادب کے اسلامی مفہوم سے ہم آہنگ ہیں، نیز دوسری اسلامی و نیم اسلامی زبانوں و ادبوں پر عربی ادب و اسلوب کا جو اثر پڑا یا تعلق قائم ہوا وہ بھی مذاکرہ کا موضوع ہوگا۔

ہم آپ سے توقع کرتے ہیں کہ آپ اس مقصد کے حصُول میں ہمارے ساتھ تعاون کریں گے، اور مذاکرہ میں شرکت فرمائیں گے۔ آنے والے حضرات قیام و طعام کی حد تک دار العلوم کے مہمان ہوں گے۔[1]

وَالسّلام

ابوالحسن علی حسنی ندوی
ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ (یو،پی)

[1] ترجمہ از عربی مولوی شفیق الرحمٰن ندوی

www.abulhasanalinadwi.org

مذاکرۂ علمی کے رہنما عناوین

(۱) مذہبی کتابوں کا مطالعہ ادبی نگاہ سے:

(الف) ادب اور قرآن مجید

(ب) ادب اور حدیثِ نبویؐ

(ج) صحابہ کرامؓ کے کلام میں ادبی نمونے

(د) دعوتی ادب

(ہ) اصلاحی ادب

(۲) قدیم مواعظ و دینی خطبوں میں ادب کا عنصر:

(الف) تربیتِ اسلامی میں مواعظ کا حصّہ

(ب) حضرت حسنؒ بصری کے مواعظ

(ج) علامہ ابن الجوزی کی تقریریں۔

(د) ادبی شہ پارے سیدنا علی ابن ابی طالبؓ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تک۔

(۳) اسلامی رجحانات اور نثر کے مختلف ادبی اقسام:

(الف) تاریخ، سوانح، روزنامچے، سفرنامے۔

(ب) مقالات، خطوط ومکاتیب

(ج) صحافت اور ریڈیو

(د) افسانہ اور ڈرامہ

(ہ) طنز ومزاح

(۴) شاعری میں اسلامی رجحانات:

(الف) عہد نبویؐ میں اسلامی شاعری

(ب) بعد کی صدیوں میں اسلامی شاعری

(ج) مولانا رومؒ، شیخ سعدیؒ، ڈاکٹر محمدؐ اقبالؒ، محمد عاکف، دیگر شعراء

(۵) عربی نعت گوئی:

(الف) عہد نبویؐ میں

(ب) بعد کی صدیوں میں

(ج) مشہور نعت گو شعراء حسان بن ثابتؓ، بوصیری وغیرہ

(۶) ادب کی تعلیم اسلامی نقطۂ نظر سے:

(الف) اسلامی نصاب تعلیم میں ادب کی اہمیت

(ب) ادبی نمونوں کا انتخاب اسلامی نقطۂ نظر سے

(ج) تاریخ ونقد کے اسلامی اصول

(د) تاریخ ادب عربی کی نئی تدوین کی ضرورت

(۷) مختلف زبانوں پر اسلام کا اثر:

www.abulhasanalinadwi.org

(الف) عربی زبان پر اسلام کا اثر

(ب) برصغیر کی کتابوں پر اسلام کا اثر

(ج) فارسی زبان پر اسلام کا اثر

(د) یورپین زبانوں پر اسلام کا اثر

(ہ) مشرقی اور دیگر علاقائی زبانوں پر اسلام کا اثر

(۸) اسلامی ادب کے مراکز:۔

(الف) دُنیائے عرب میں

(ب) عالمِ اسلام میں

(ج) غیر مسلم ممالک میں

www.abulhasanalinadwi.org

خطبۂ صدارت[1]

از ——— مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ
(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

حضرات!

آپ عربی زبان وادب کے ماہر ہیں، عالم اسلام میں اس زبان کے چوٹی کے افراد میں آپ کا شمار ہے، بحث وتحقیق کے میدان اور تالیف و تصانیف کے سلسلہ میں آپ کا نام بہت نمایاں ہے۔ ہم آپ کی اہمیت اور علمی مرتبت سے واقف ہیں اور ہمیں مسرت ہے کہ ہم آج اس قرآن مجید کی زبان میں آپ کا استقبال کر رہے ہیں، جس قرآن نے ہمیں اور آپ کو عربی زبان کی محبت کے رشتے میں منسلک کر دیا ہے۔ قرآن ہی وہ واحد اور یکتا کتاب ہے جس کے سمجھنے کیلئے ہم ہندی مسلمانوں نے عربی زبان کو اپنایا اور جس کو حاصل کرنے کے لئے ہم نے دن رات ایک کر دیئے، نوجوانی کی صبح سے پیری کی شام تک اس کی خدمت کو اپنا محبوب مشغلہ بنایا! اس زبان کی اہمیت اور اس کی محبت نے ہمیں بعض اوقات اس کو اپنی مادری اور علاقائی زبانوں پر ترجیح دینے کی توفیق و ہمت دی۔ اگر قرآن کریم اس زبان میں نہ اترا

[1] ترجمہ از عربی ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتا، اگر یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان نہ ہوتی اور اگر عربی و اسلامی علوم کا عظیم کتب خانہ نہ ہوتا جو دنیا کا عظیم ترین علمی سرمایہ ہے اور جس کی تعمیر و ترقی میں علمائے عرب و عجم دونوں نے اپنا خون پسینہ ایک کر دیا ہے، اگر یہ نہ ہوتا تو ایک غیر عرب ملک اس کی جرأت نہ کرتا کہ عربی زبان و ادب پر ایک بین الاقوامی سمینار منعقد کرے اور عرب دنیا کے چوٹی کے ادباء و مفکرین اور محققین کو دعوت دے، جبکہ یہ سرزمین خود بیسیوں زبانوں کا گہوارہ ہے، اور یہاں خالص ہندی نژاد زبان و ادب کے تحفظ کا مسئلہ بھی درپیش ہے، اس سرزمین کے خمیر میں یہ زبان داخل نہیں ہے، اور نہ یہاں کی آب وہوا سے اس کا میل ہے، نہ کوئی تاریخی و جغرافیائی رشتہ اس کو اس ملک سے جوڑے ہوئے ہے، وہاں ایسے سمینار منعقد کرنے میں اگر قرآن کریم کا رشتہ نہ ہوتا تو یقیناً جھجک محسوس ہوتی، اور وہ ایک "بوالفضولی" سمجھی جاتی اور ایسا کرنے کے لئے بہانے تلاش کئے جاتے اور تاویلیں ڈھونڈی جاتیں۔

فضلائے گرامی قدر!

ادب عربی پر یہ بین الاقوامی سمینار ایک ایسی سرزمین پر منعقد ہو رہا ہے جہاں کبھی بھی عربی زبان ملکی زبان نہیں رہی ہے، وہ دفتری اور سرکاری ضرورت کے لئے کبھی استعمال نہیں ہوئی اور نہ آپس کی خط و کتابت میں اس زبان کو استعمال کیا گیا ہے، اگرچہ قرآن پڑھنے والے اور قرآن کی زبان میں عبادت کرنے والے اور دعائیں کرنے والے دل و جان سے اس کو عزیز رکھتے ہیں، لیکن ایسا کیوں نہیں ہوا کہ عربی زبان اس سرزمین کی سرکاری یا قومی زبان ہوتی، اگر ہمارے

www.abulhasanalinadwi.org

عرب مہمان معاف کریں تو میں یہ کہوں گا کہ کچھ ذمہ داری ان کی بھی تھی، اگر وہ لسانی وثقافتی فیضان، جس نے مصر وشام وعراق کو اپنے دائرۂ اثر میں لے لیا تھا، اس برصغیر کے حدود تک پہونچ جاتا اور جس طرح مشرق عربی میں اس نے اپنا مقام پیدا کرلیا، یہاں بھی اس نے اپنی برتری کا سکہ جمالیا ہوتا اور جزیرۂ عرب سے پھوٹنے والی کرنیں اسلامی ثقافت کا اُجالا جس طرح اطراف و اکناف کے ممالک میں پھیلا گئیں، اسی طرح اگر اُدھر بھی ان کا رُخ ہوتا تو شاید آپ کو آج کسی مترجم یا معرف کی ضرورت نہ ہوتی۔

اگرچہ عربی زبان اس ملک کی قومی زبان کبھی نہیں رہی اور عوام کو اس سے کوئی سروکار نہیں رہا، پھر بھی اس برصغیر کا رابطہ عربی زبان اور عربی زبان میں تالیف وتدوین سے بہت قدیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ مشیئت تھی کہ صدیوں سے یہ ملک کتاب وسنّت کے علوم سے وابستہ ہے اور اس وابستگی کے سبب تصنیف وتالیف کا سلسلہ برابر جاری رہا، اس کا سبب یہ ہے کہ شروع ہی سے دین کی دعوت دینے والوں اور اس کی خاطر قربانی کرنے والوں کے آنے کا سلسلہ اس ملک سے قائم ہوگیا۔ دوسری صدی ہجری کی ابتدا میں عظیم محدث الربیع بن صبیح السعدی نے اس سرزمین کو اپنے قدوم سے مشرف کیا، جن کے بارے میں کشف الظنون میں چلپی نے لکھا ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں، جنھوں نے اسلام کی تاریخ میں تصنیف کے کام کا آغاز کیا، یا جیسا کہ دوسروں نے کہا ہے کہ اسلامی علوم کے اولین مصنفوں میں ان کا شمار ہے ــــ وہ عبدالملک بن شہاب المسمعی کے ساتھ نکلے تھے اور سرزمین ہند پر ۱۶۰ھ

www.abulhasanalinadwi.org

میں انھوں نے اللہ کے راستے میں شہادت کی موت پائی، اسی دن سے اس ملک میں علمی زندگی، بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کی داغ بیل پڑ گئی اور آنے والی نسلوں کے لئے انھوں نے اس سرزمین پر تصنیف و تالیف کے لئے ایک تخم ڈال دیا۔

کتاب و سنت جس سے ایمان اور عقیدہ کا تعلق ہے اور جس کی عظمت اپنی جگہ مسلّم ہے، برصغیر کے علماء نے صرف انھیں کی خدمت پر اکتفا نہ کیا بلکہ عربی زبان و ادب پر بھی توجہ دی۔ چنانچہ عربی زبان و ادب سے اس سرزمین کا تعلق بہت قدیم ہے۔ امام رضی الدین شیخ حسن بن محمد الصّغانی (المتوفی سنہ ۶۵۰ء) عربی لغت کے ان ماہرین میں ہیں جنھوں نے لغت نویسی کی بنیاد ڈالی، اسی برصغیر میں پیدا ہوئے، پلے اور بڑھے اور لاہور میں اپنی تعلیم مکمل کی اور اپنے وطن سے زندگی بھر وابستہ رہے، ان کے متعلق سیوطی نے لکھا ہے کہ سارت بتصانیفہ الرکبان وخضع لعلمہ علماء الزمان" یعنی ان کی تصنیفات کو قافلے لے کر سفر کرتے اور وقت کے تمام علماء نے ان کا لوہا مانا، وہ عربی زبان کے علم بردار تھے، علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ لغت کے معاملہ میں وہ مرجع تھے، دمیاطی نے لکھا ہے کہ وہ لغت، فقہ اور حدیث میں امام وقت تھے، ان کی تصانیف میں العباب الزاخر لغت کی مشہور کتاب ہے، جو بیس جلدوں میں ہے، اس کے علاوہ دوسری تصانیف ہیں، مجمع البحرین فی اللغۃ، اور التوادر فی اللغۃ والتراکیب اور دوسری کتابیں بھی ہیں، جس میں حیوانات کے اسماء جمع کئے ہیں، علم نحو میں بھی ان کی بلند پایہ تصنیفات ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

علمائے ہند کا عربی زبان وادب سے تعلق صدیوں سے چلا آرہا ہے اور یہ تعلق کسی ایک موضوع کا پابند نہیں رہا کہ وہ ہمیشہ لغت کی کتابیں مرتب کرتے رہے ہوتے اور فرہنگیں لکھنا ہی ان کا کام ہوتا، بلکہ دوسرے میدانوں میں بھی ان کی ذہانت اور ان کی طبائع کا جوش اور ذہنی اپج نمایاں ہے، عربی زبان میں ان کی بعض خدمات ایسی ہیں جن کی پورے عالم اسلام میں مثال نہیں مل سکتی، مثلاً علامہ محمد طاہر پٹنی (متوفی ۹۸۶ھ) کی کتاب "مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار" چار ضخیم جلدوں میں ہے جس میں حدیث نبوی کے الفاظ کی تشریح ہے، مؤرخ ہند مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی رح نے اپنی کتاب نزہۃ الخواطر میں اس کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:—

"مؤلف نے اس کتاب میں حدیث کے تمام مشکل الفاظ جمع کر دیئے ہیں، اہلِ علم اس کے اعتراف اور اس کی قدردانی پر یک زبان ہیں، انھوں نے یہ کارنامہ انجام دے کر اہلِ علم پر ایک بڑا احسان کیا ہے۔"

الفاظ حدیث کی شرح میں علمائے اسلام کی متعدد بلندپایہ تصنیفات ہیں جیسا کہ علم حدیث سے شغف رکھنے والے علماء کو معلوم ہے، لیکن حدیث پڑھانے والے اساتذہ اور جن کو فن میں رسوخ حاصل ہے اور جو تدریس کے وقت عملی دشواریوں سے گزرتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ یہ کتاب کس درجہ کی ہے، اور مصنف کی نظر حدیث پر کتنی وسیع تھی اور انھوں نے کس درجہ اس کام میں عرق ریزی اور دیدہ وری سے کام لیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اہلِ نظر اور جن کو پڑھانے یا تصنیف کا عملی تجربہ ہے وہ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ علمی اصطلاحات کس درجہ نازک علم ہے، اصطلاحات کی تشریح اور ان کے مفہوم کا تعین بات کی تہ اور لب ولباب کو پا جانا نازک ترین کام ہے، مصطلحات کی تشریح کرنے والے کی ذمہ داری فضائی و بحری جہاز کے راستہ بتانے والے نقشوں سے کم درجہ کی نہیں ہے، کیونکہ اگر ذرا بھی غلطی ہو تو بحری جہاز غرق اور فضائی جہاز خاکستر ہو سکتا ہے، اسی طرح فن کو سمجھنے میں اصطلاح کی ذراسی بھی غلطی پڑھنے والے کو جہل کی تاریکی میں بھٹکا کر چھوڑ سکتی ہے۔ علمائے ہند کی بلند ہمتی کہیے یا ان کی خوداعتمادی کا نتیجہ، یا عرب لٹریچر پر ان کے عبور کی دلیل، کہ انھوں نے اس نازک ترین موضوع کو اپنی تالیف کا میدان بنایا، اس موضوع پر علمائے ہند کی چند ایسی تصنیفات ہیں جن کو بعد کے تمام مصنفین نے ماخذ و مرجع تسلیم کیا ہے۔ شیخ عبدالنبی احمد نگری نے اپنی کتاب جامع العلوم جو "دستور العلماء" کے نام سے مشہور ہے، چار جلدوں میں مرتب کی، شیخ محمد اعلی تھانوی نے (یہ دونوں بارھویں صدی کے علماء میں سے ہیں) اپنی کتاب کشاف اصطلاحات الفنون کے ذریعہ تمام علمی وادبی دنیا سے خراج تحسین وصول کیا ہے، کیوں کہ یہ کتاب ہزاروں صفحات کی ورق گردانی اور سیکڑوں کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتی ہے، اس کتاب میں مصنف نے اپنی معلومات اور اپنے مطالعہ کا عطر نکال کر رکھ دیا ہے، جیسے شہد کی مکھی مختلف باغوں کے پھول پھل چوس کر شہد خالص تیار کردے۔ علامہ سید مرتضیٰ بلگرامی جو مرتضیٰ زبیدی

www.abulhasanalinadwi.org

کے نام سے مشہور ہیں، انھوں نے لغت نویسی کے فن کو نقطۂ عروج تک پہونچادیا۔ ان کی کتاب تاج العروس فی شرح القاموس دس ضخیم جلدوں میں ہے اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، دنیا کی کسی زندہ زبان میں کسی معجم (ڈکشنری) کی شرح اور اس کی تنقیح و تہذیب، اضافہ اور توسیع کا ایسا عظیم کارنامہ نہیں پایا جاتا جیسا کہ قاموس[۱] کی شرح کے سلسلے میں اس ہندی نژاد عالم نے پیش کیا ہے۔ یہ درحقیقت لسانی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ سیّد مرتضیٰ زبیدی ہندوستان ہی کے ایک قصبہ بلگرام میں پیدا ہوئے۔ یہ مقام اس جگہ سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے جہاں آج ہم اور آپ جمع ہیں۔ بلگرام اودھ کا مشہور تاریخی مردم خیز قصبہ ہے جس کی سرزمین نے بیسیوں باکمال شخصیتیں اور علماء و ادباء پیدا کئے، جن میں سرفہرست مولانا سیّد غلام علی آزاد بلگرامی کا نام ہے جو عربی کے نبض شناس ادیب اور قادر الکلام شاعر تھے، عربی میں السبع السیارۃ کے نام سے ان کے سات دیوان ہیں۔ انھوں نے فن عروض اور علم بدیع میں اضافے کئے ہیں۔ مضمون آفرینی اور نازک خیالی میں ان کا جواب نہیں۔ تاج العروس کا جہاں تک تعلق ہے وہ علمی دنیا کی شہرۂ آفاق کتاب ہے۔ اس کے نقل کرنے اور اس کی ایک کاپی حاصل کرنے میں سلاطین وقت اور شاہان عالم ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے[۲]۔

---

[۱] یہ علامہ مجد الدین فیروز آبادی (م ۸۱۶ھ) کی مایۂ ناز تصنیف ہے، جو عربی معاجم و کتب لغت میں سب سے زیادہ مقبول و متداول رہی ہے۔

[۲] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو نزہۃ الخواطر ج ۶، "تذکرہ سیّد مرتضیٰ زبیدی بلگرامی"

www.abulhasanalinadwi.org

مہمانانِ محترم!

ادب عربی کی تاریخ میں ایک بات جو ذکر کے لائق ہے اور کاروانِ ادب کے راہ رو اور اسکی منزل بہ منزل پیش قدمی کا جائزہ لینے والوں کے لئے اس کا نوٹس لینا ضروری ہے، وہ یہ کہ ہندوستان جو صدیوں فارسی ادب و ثقافت کے زیر اثر رہ چکا ہے اس کی فارسی نثر تکلفات اور صنائع و بدائع کے بوجھ سے گرانبار اور فن کاری و اظہار قابلیت کا ایک ذریعہ بن کر رہ گئی تھی، اس نے مختلف زمانوں میں ایسے افراد پیدا کئے جنھوں نے عربی تحریر و نگارش میں روایتی طرز بیان سے بلند ہو کر نیا اسلوب متعارف کرایا، مسجع و مقفیٰ طرز تحریر ایک زمانہ میں پورے عرب پر چھایا ہوا تھا۔ مقامات حریری جب ادبی اسٹیج پر سامنے آئی تو وہ اپنی بعض خصوصیات (خصوصاً ذخیرۂ لغات ہونے کی وجہ سے) ادب و انشاء کا آخری معیار و نمونہ قرار پائی، جس کی انشاء و تحریر میں تقلید کی جاتی تھی، اس کا اثر طبائع پر اور ادبی تحریروں میں اس طرح رچ بس گیا تھا جیسے موسم کا اثر نباتات پر، یا دبا کا اثر اجسام انسانی پر پڑتا ہے اور جس کے اثر سے نہ کمزور محفوظ رہتا ہے نہ مضبوط، نہ بیمار نہ تندرست۔ عالم عرب بلکہ عالم اسلام پر طرز حریری کی تقلید کا بادل چھایا ہوا تھا، لیکن اسی زمانہ میں عربی زبان کے افقِ بعید پر یعنی ہندوستان میں ایسے اسلوب سے انحراف کرتے ہوئے سادہ و سلیس لیکن موثر و طاقتور زبان میں اظہار خیال کرنا ایک ادبی بدعت سے کم نہ تھا، کیونکہ وہ اس دھارے کے خلاف تھا جو عالم عربی میں مشرق سے مغرب تک رواں دواں تھا، یہ بات قابلِ غور ہے اور

www.abulhasanalinadwi.org

اس لائق ہے کہ اس کو علمی تحقیق کا موضوع بنایا جائے۔

ان چند افراد میں جن کی تحریر میں آمد اور روانی ہے اور وہ وقت کے رواج عام کے خلاف قافیہ پیمائی اور تصنع سے آزاد تھے، ان میں ہم مُلّا محمود جون پوری کا نام لے سکتے ہیں جو اسی صوبہ کے ایک شہر میں پیدا ہوئے اور ۱۰۶۲ھ میں وفات پائی، ان کی کتاب الفرائد شرح الفوائد علمی طرز تحریر اور پختہ عربیت کا ایک نمونہ ہے۔

اگرچہ ہندوستان کو اس معاملہ میں کُلّی طور پر یہ شرف حاصل نہیں ہے کہ صنائع و بدائع سے آراستہ عبارت آرائی اور قافیہ بندی کے بندھنوں سے آزاد ہونے والوں میں اس کا پہلا نام ہوتا ــــ وہ لوگ جو طبیعت کی آمد اور مزاج کے فطری بہاؤ کے مطابق لکھتے ہیں، ان کے درمیان اولیت کا شرف تو علامہ ابن خلدون کے لئے مقدر تھا جو بلاشبہ نابغہ وقت اور فلسفہ تاریخ کے امام تھے، جن کے مقدمے نے افکار واذہان میں ایک حرکت پیدا کردی اور علمی و تحقیقی مضامین کے لئے ایک نیا اسلوب عطا کیا، اس میدان میں اگرچہ ہندوستان کو امام اور پیش رو بننے کا شرف حاصل نہیں ہوا، لیکن ابن خلدون کے بعد اگر کسی دوسرے صاحبِ قلم کا نام لیا جاسکتا ہے تو وہ ہندوستان ہی کا اہل قلم اور مصنف نکلے گا۔ میری مراد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) سے ہے جنھوں نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں اسرار شریعت جیسے عمیق موضوع کو ایسے اسلوب میں پیش کیا ہے جس پر روایتی ادب وانشاء کی کوئی چھاپ نہیں ہے، یہ روح

www.abulhasanalinadwi.org

قافیہ پیمائی اور حریری کی لاطائل تقلید کے بجائے انھوں نے نیا عالمانہ اسلوب پیدا کیا جو زبان کی پاکیزگی اور سلامت ذوق کا اسی طرح نمائندہ ہے جس طرح فکر بلند اور علم وسیع کا، حجۃ اللہ البالغۃ کا وہ باب جس میں شاہ صاحبؒ نے ماقبل بعثت زمانہ کی تصویر کھینچی ہے اور اس کے خدوخال پیش کئے ہیں۔ اپنی سادگی، سلاست، روانی اور جوش میں بے نظیر ہے۔ مقدمہ ابن خلدون کے بعد اس باب کو پڑھئے اور زبان کی شیرینی، اظہار خیال کی قدرت دیکھئے تو اس کا اعتراف کئے بغیر چارۂ کار نظر نہیں آئے گا کہ وہ مقدمہ ابن خلدون کے بعد عربی نثر کا دوسرا کامیاب نمونہ ہے۔

شاہ صاحب کے بعد بھی سرزمین ہند میں متعدد علما اور اہل قلم پیدا ہوئے جنھوں نے سوانح نگاری میں رفتہ وشگفتہ طرز تحریر کا نمونہ پیش کیا، جن کی تحریریں ان کے عرب معاصرین سے بھی ممتاز نظر آتی ہیں جنھوں نے تاریخ و تذکرہ پر قلم اٹھایا ہے، ان کی تحریروں میں سادگی اور شیرینی، سلاست و قوت کا عنصر نمایاں ہے، ان میں خاص طور پر قابل ذکر علامہ محسن بن یحیی ترہتی ہیں جن کی کتاب الیانع الجنی فی اسانید الشیخ عبد الغنی ہے، جس کے اندر خالص عربیت کی روح جھلکتی ہے اور وہ اہل زبان کی سلاست وشیرینی کا نمونہ ہے۔

نواب سید صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی (متوفی ۱۳۰۷ھ) اور مورخ کبیر مولانا سید عبد الحی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء (وفات ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۳ء) کا نام بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ نزہۃ الخواطر کے بعض حصے سیرت نگاری، حلیہ و اخلاق و شمائل کی تصویر کشی اور تحریر کی برجستگی و بے ساختگی کا دل آویز نمونہ ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس موقع پر مجھے اجازت دیجئے کہ ندوہ کے جشن ۸۵ سالہ کے موقع پر میں نے جو عرض کیا تھا اس کی چند سطریں یہاں پر دُہراؤں[1]۔

"علمائے ہند کی دوسری نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے برصغیر ہند کی زبان و ادب کی خدمت و ترقی میں قائدانہ حصّہ لیا، اور ۱۸۵۷ء کے بعد اس تحریک کی سربراہی اور رہنمائی کی۔ اُردو کا قصرِ ادب جن مضبوط اور بلند ستونوں پر قائم ہے ان میں بیشتر طبقۂ علماء سے تعلق رکھتے ہیں انھیں نے اُردو کو نیا رنگ و آہنگ، نیا اسلوب، اور وہ سنجیدگی اور پختگی عطا کی، جو اس وقت تک اُردو کا سرمایۂ فخر ہے، ان میں سے ایک ایک مستقل دبستان ادب کا بانی ہے جس کی اس وقت تک پیروی کی جارہی ہے، اُردو شعراء کے مستند تذکرے اور اُردو زبان کے ظہور و ارتقاء کی تاریخ میں انھیں کی تخلیقات و تحقیقات اس وقت تک اس موضوع میں ابتدائی مأخذ اور سند کا درجہ رکھتی ہیں[2] اور ابھی

---

۱ یہ جشن ۲۵ تا ۲۸ شوال ۱۳۹۵ھ (۳۱ اکتوبر، یکم، ۲، ۳ نومبر ۱۹۷۵ء) میں منعقد ہوا تھا اس کی مفصل روداد "رُودادِ چمن" کے نام سے شائع ہو چکی ہے

۲ اس سلسلہ میں تذکرۂ آبِ حیات (مولوی محمد حسین آزاد) تذکرۂ گُلِ رعنا (مولانا حکیم سید عبدالحیٔ) شعر الہند (مولانا عبدالسلام ندوی) کا نام لیا جاسکتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

تک ان سے کام لیا جاتا ہے، اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان میں علوم مذہبی اور ملک کی زبان وادب کے درمیان وہ خلیج کبھی نہیں رہی اور دونوں کے نمائندوں کے درمیان وہ بیگانگی اور اجنبیت کبھی پیدا نہیں ہوئی جو بعض دوسرے اسلامی ملکوں میں پائی جاتی ہے، اور جس کا نقصان دونوں طبقوں کو کم و بیش برداشت کرنا پڑا ہے۔[1]

حضرات!

ندوۃ العلماء کا یہ ادارہ جہاں آپ اس وقت جمع ہیں، ان سرخیل اداروں میں ہے، جہاں سے پہلی مرتبہ آواز اٹھی کہ دین وادب کی شاہراہیں الگ الگ نہیں ہیں، اس نے ان دونوں گروہوں کو ایک ساتھ چلنے کی دعوت دی، یعنی دعوت و تبلیغ دینی کا گروہ اور ادیبوں، انشاء پردازوں، تاریخ و تنقید کے دانش وروں کا گروہ، ندوہ نے ادب کی اجارہ داری کو تسلیم نہیں کیا، اور اس کی تقسیم کو ختم کرنے اور دونوں کو ایک ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ اس سلسلہ میں ندوہ کے ایک ذمہ دار کی ایک تحریر کا اقتباس پیش کرنے

---

[1] اس موقع پر مقالہ نگار نے ہندوستان کے ان ممتاز علماء اور داعیوں کا نام لیا جنھوں نے اپنی دینی دعوت یا دینی مقاصد و خیالات کی ترجمانی کے لئے شگفتہ اور طاقت ور اور جیتی جاگتی زبان استعمال کی ہے، اور ان کی تحریریں "ادب عالی" کا دلآویز نمونہ ہیں، اس موقع پر مقالہ نگار نے علامہ شبلی نعمانی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی اور مولانا مسعود عالم ندوی کا نام لیا، تحریر کے وقت اس فہرست میں مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا عبدالباری ندوی، مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا سید مناظر احسن گیلانی کے نام کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

کی اجازت چاہوں گا:۔۔۔۔۔

* وہ ادب جس کو تقلید اور روایت سے سب سے زیادہ انکار اور لکیر کا فقیر بننے سے سب سے زیادہ عار ہونا چاہیے تھا اور جس کے خمیر و سرشت میں جدت و جرأت، ذہانت، ذوق و جمال اور ادب کی زبان میں "حسن پرستی" داخل ہے، اور جس کو بلبل کی طرح ہر گُل کا شیدا اور مظہر جمال و کمال کا شیفتہ و فریفتہ ہونا چاہیے، [1] اکثر موقعوں پر روایت پرستی اور تعصب کا شکار، رسم و رواج میں گرفتار نظر آتا ہے، ادب و انشاء کی جو تعریف استادِ اوّل نے کر دی اور اس کے جو حدود، خطوط کھینچ دیئے، بہت کم ادیبوں اور نقادوں کو ان سے سرتابی کرنے اور اس کے دائرہ سے باہر قدم رکھنے کی جرأت ہوتی ہے، اس کا نتیجہ ہے کہ ہر بعد میں آنے والا اپنے پیش رو کے قدم بہ قدم رکھتا ہوا اپنا سفر طے کرتا ہے، اور ادبی نمونوں کے ذخیروں میں کسی اضافہ

---

[1] یہاں پہونچ کر مقالہ نگار نے عرب حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے بڑے جوش کے ساتھ کہا کہ کیا گلاب کا حسین پھول" اپنا حسن و جمال صرف اس جرم میں کھو دے گا اور ادیبوں، شاعروں اور حسن فطرت کے شیدائیوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکنے لگے گا کہ وہ کسی مسجد کے زیر سایہ کسی چمن میں کھلا ہے، اور کوئی پھول کیا پژمردہ اور افسردہ ہو اسلئے قابل تعریف اور آنکھوں سے لگانے کے قابل قرار پائے گا کہ اس نے کسی "میخانہ" کے زیر سایہ پرورش پائی ہے، حسن فطرت سے لطف اندوزی میں یہ تفریق و امتیاز اور حد بندی کوئی معقول اور

کسی تغیر اور کسی ترمیم کی جرأت نہیں کرتا، ادب وانشاء کی چند مثالی شخصیتیں منتخب کرلی جاتی ہیں، اور ہر آنے والا اسی سبق کو دُہراتا ہے، اقبال کا یہ مصرعہ اس دبستانِ ادب پر پوری طرح صادق آتا ہے ؎

کند مکتب رہ طے کردہ را طے[1]

ندوہ نے پہلی مرتبہ عربی ادب کے خزانوں کو از سرِ نو کھنگالنے اور اس کا علمی جائزہ لینے کی دعوت دی اور مشورہ دیا کہ اس کے اور عربی ادب وانشاء کے دفینہ سے وہ موتی نکالے جائیں جو دین وادب کے ایوانوں کو سجانے اور ان میں نئے چراغ جلانے کا ذریعہ بنیں، اس کے فضلاء اور کارکنوں نے ادب کے شہ پارے ان جگہوں سے نکالے، جہاں عام طور پر ادب وانشاء کی تلاش نہیں کی جاتی اور اسی کو بنیاد بنا کر ایسا نصاب تعلیم تجویز کیا جس نے دین وادب کو شیر وشکر کر دیا، اس نصاب نے عربی زبان وادب کی قوت اور ہمہ گیری پر یقین میں اضافہ کیا اور طالب علم کے اندر چھپی ادبی صلاحیت کو اُبھارنے اور ذوق کو جلا دینے کی صلاحیت پیدا کی، اور یہ بتایا کہ عربی ادب میں یہ قوت ہے کہ وہ زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات میں ضروریات کا ساتھ دے سکتا ہے۔

یہی وہ اسباب وعوامل تھے جن کی بنا پر ندوہ نے اس علمی مذاکرہ کے منعقد کرنے کی جرأت کی اور عالم اسلام کے ان مفکرین وادباء کو دعوت دی

---

[1] مقدمہ کتاب "صدر یار جنگ" ۔ از مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی

www.abulhasanalinadwi.org

جو عہد حاضر میں عربی ادب کے مستند و مؤقر نمائندہ اور اس کی صحیح تعلیم و اشاعت کے علم بردار ہیں، تربیت و تعلیم کے میدان میں ان کی رائیں علمی وزن رکھتی ہیں۔ الحمد للہ کہ انھوں نے جس فراخ دلی اور مسرت سے اس دعوت کو قبول کیا اور اس مذاکرہ میں شرکت کے لئے دور دراز کا سفر کر کے اور سفر کی مشقتیں برداشت کر کے تشریف لائے، وہ دعوت دینے والوں کی خلوص نیت اور دعوت قبول کرنے والوں کے ذوق و فکر کی دلیل ہے۔

ہم آنے والے مہمانوں کا پر خلوص خیر مقدم کرتے ہیں اور ان فضلاء معلمین، اہل علم و تحقیق کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو اس وقت ہمارے درمیان تشریف رکھتے ہیں۔ وَالحَمدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّاٰخِراً

www.abulhasanalinadwi.org

ادبی سمینار کے اردو، فارسی، انگریزی سیکشن

کا

اختتامی خطبہ

از: مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

حضرات!

یہ ادیبوں کی محفل ہے، آپ سب ادب کے طالب علم رہ چکے ہیں اور اب ادب کے شارح و ترجمان ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر کسی چیز کو مختصر کیا جائے تو وہ ایک نقطہ ہے اور اگر اس کو پھیلایا جائے تو وہ ایک خط ہے صفحہ ہے، کتاب ہے، اور ایک عالم کا عالم ہے، ادب کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے اور جس مقصد سے یہ سمنار بلایا گیا ہے اس کا بھی حال یہی ہے میں اس وقت ایک ادبی محفل میں ہوں اس لئے میں غالب ہی کے ایک شعر سے مدد لوں گا، غالب کہتے ہیں ؎

فریاد کی کوئی لے نہیں ہے
نالہ پابند نے نہیں ہے

رونے اور ہنسنے کی کوئی قومیت یا وطنیت نہیں ہوتی اور نہ اس کو فن چاہئے

www.abulhasanalinadwi.org

بلکہ سچا ہنسنا اور سچا رونا وہ ہے جو فن سے عاری ہو جس میں تصنع نہ ہو، کوئی روتا ہے تو درد سے بیقرار ہوکر، کوئی ہنستا ہے تو کسی مسرت کی بنا پر، یہ اندر کا جذبہ ہے اس لئے رونے اور ہنسنے کے لئے اندر کا جذبہ چاہیئے اور وہ رونا رونا کہلانے کا مستحق نہیں جس کو ابھارنے والی اندر کی کوئی چیز نہ ہو، درد نہ ہو کسک نہ ہو اور وہ ہنسنا ہنسنے کا مصداق نہیں ہے جو کسی کی فرمائش سے ہو ——

ادب کا معاملہ بھی یہی ہے کہ ادب کی نہ کوئی قومیت ہے نہ وطنیت ہے، نہ جنسیت ہے، اور نہ وہ خاص اصطلاحات کا پابند ہے نہ خاص ضوابط کا، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ خود ادیبوں نے جنھوں نے اپنی زندگیاں ادب کے لئے وقف کیں اور اپنی بہترین صلاحیتیں اس کے لئے مخصوص کردیں۔ انھوں نے بھی ادب کے سمندر کو کسی آب جو میں تصور کیا، ادب ادب ہے خواہ وہ کسی مذہبی انسان کی زبان سے نکلے، کسی پیغمبر کی زبان سے ادا ہو، کسی آسمانی صحیفہ میں ہو، اس کی شرط یہ ہے کہ بات اس انداز سے کہی جائے کہ دل پر اثر ہو، کہنے والا مطمئن ہو کہ میں نے بات اچھی طرح کہہ دی، سننے والا اس سے لطف اٹھائے اور اس کو قبول کرے میں نے کل عربی سیمینار میں کہا تھا کہ حسن پسندی تو یہ ہے کہ حسن جس شکل میں ہو اسے پسند کیا جائے۔ بلبل کو آپ پابند نہیں کرسکتے کہ اس پھول پر بیٹھے اس پھول پر نہ بیٹھے، لیکن یہ کہاں کا حسنِ مذاق ہے اور یہ کہاں کی حق پسندی ہے کہ اگر گلاب کا پھول کسی مے خانہ کے صحن میں اس کے زیر سایہ کھلے تو وہ گلاب ہے اور اس سے لطف

www.abulhasanalinadwi.org

اٹھایا جائے اور اگر کسی مسجد کے چمن میں کھل جائے تو پھر اس میں کوئی حسن نہیں، کیا یہ جرم ہے کہ اس نے اپنے نمود اور اپنی جلوہ نمائی کے لئے مسجد کا سہارا لیا۔ اقبال کا شعر تو ان کے سامنے نہیں پڑھ سکا تھا، مگر آپ کے سامنے پڑھ سکتا ہوں ؎

حسنِ بے پروا کو اپنی بے نقابی کیلئے
ہوں اگر شہروں سے بن پیارے تو شہر اچھے کہ بن؟

ہمیں حسنِ بے پروا سے مطلب ہے کہ شہر و صحرا سے؟ تو ادب کے ساتھ معاملہ یہی کیا گیا، اجازت دیجئے تو فارسی کا بھی شعر پڑھ دوں ؎

دلِ عبث لب بہ شکوہ وا نہ کند
شیشہ تا نہ شکند صدا نہ کند

اگر شیشے کی آواز سنیئے تو سمجھئے کہ وہ ٹوٹا ہے، تو یہ ٹوٹے ہوئے دل اور ایک ٹوٹے ہوئے ساغر کی صدا ہے۔ صدائے احتجاج ہے کہ ادیبوں اور ادب کی بارگاہ میں یہ شرط کر دی گئی کہ فلاں قسم کی وردی پہن کر آیئے، رسمیات سے سب سے زیادہ بے پروا ادب ہے، اس کو ہرگز یہ قبول نہیں کہ وہ فلاں وردی پہن کر آئے۔ اور فلاں زبان بولتا ہو، وہ جہاں بھی ہے ادب ہے اگر وہ پھٹے پرانے کپڑے میں بھی ہے تو ادب ہے اور شہ نشین پر بٹھانے اور ذہن نشین کرانے کے قابل ہے، اور اگر وہ بادشاہوں کا لباس پہن کر آئے لیکن اس کو اپنے مطلب کو صحیح طرح سے ادا کرنے کا سلیقہ نہ ہو تو وہ ادب نہیں ہے۔ ادب اس لئے ادب نہیں ہو جاتا کہ

www.abulhasanalinadwi.org

وہ کسی انگریزی داں نے ادا کیا، کسی ترقی پسند نے ادا کیا، شعبۂ ادب کے کسی چیرمین اور پروفیسر نے ادا کیا، صدر نے ادا کیا۔ وہ ادب ادب ہے خواہ اس کو آپ کسی سائل کی صدا میں سن لیں، کسی غریب کی فریاد میں سن لیں، کسی ماں کو اپنے بچے کو سلاتے ہوئے لوری سنانے میں سن لیں۔ کسی خداشناس کے نالۂ نیم شبی میں سن لیں، جو صرف خدا ہی کو سنانا چاہتا تھا، اتفاق سے آپ نے سن لیا، اس لئے ادب جس شکل میں ہو، جس زبان میں ہو، اور جس شخص کی زبان سے ادا ہو وہ ادب ہے۔

لیکن ادب کے ساتھ معاملہ یہ کیا گیا (ادھر پچھلے دور میں خاص طور پر) ادب کے لئے شرط یہ قرار دی گئی کہ تھوڑا سا مذہب کا مذاق بھی اُڑائے وہ ادب مستند نہیں جو کبھی کبھی چٹکی نہ لیتا ہو، مگر آپ سے پوچھتا ہوں کہ مذاق اڑانے اور چٹکی لینے کا ادب سے کیا تعلق ہے؟ ہوسکتا ہے کہ چٹکی لینے والا ادیب ہو میں اس سے انکار نہیں کرسکتا، لیکن ادب کے حدود میں ادب کی تعریف میں یہ داخل نہیں ہے کہ وہ چٹکی ضرور لے، یہ ادیبوں کے مزاج پر موقوف ہے، ان کے رجحانات پر موقوف ہے ان کے ماحول اور تربیت پر موقوف ہے، ادیب غلطی بھی کرتا ہے، ادیب صحیح بات بھی کہتا ہے، لیکن اس کا ادب سے کوئی تعلق نہیں، ادیب سے تعلق ہوسکتا ہے، لیکن اب اس دور میں یہ شرط کردی گئی کہ جب تک آدمی ترقی پسندی کی باتیں نہ کرتا ہو، جب تک قدیم چیز کا مذاق نہ اڑاتا ہو، جب تک مذہبی صحیفوں پر بھی کوئی چھینٹ نہ ڈال دیتا ہو، اس وقت تک

www.abulhasanalinadwi.org

وہ ادب نہیں، میں صاف کہتا ہوں اور دبستان ادب کے ایک ادنیٰ طالبعلم کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ ادب کی سب سے پہلی زیارت جو نصیب ہوئی وہ آسمانی صحیفوں میں نصیب ہوئی۔ ادب تھا کہاں؟ لیکن جب خدا نے انسانوں کو سمجھانے کے لئے اپنے پیغمبروں کو بھیجا اور ان کو زبان دی اور ان پر معانی کے ساتھ الفاظ وارد کئے تو معلوم ہوا کہ ادب اسے کہتے ہیں، ادب کی تاریخ میں آسمانی صحیفوں سے پہلے ہمارے پاس کوئی دستاویزی ثبوت نہیں، اگر ہو کسی کے پاس تو بتائے کہ ادب کب آیا؟ ادب سے دنیا متعارف کب ہوئی؟ پہلے آسمانی صحیفوں کے ذریعہ ہی ہوئی، پھر قرآن مجید نے آکر تو اس پر ہمیشہ کے لئے مہر لگا دی۔

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ○ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ ○ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ○

ادب کا پایہ کتنا بلند کیا خدا نے کہ اپنی کتاب کی تعریف ادب کے ساتھ کر رہا ہے یعنی یہ کہ وہ معجزہ ہے، اور "لسان عربی مبین" میں ہے حالانکہ خدا سے زیادہ بے نیاز ذات کسی کی نہیں، لیکن اس نے انسانوں کو سمجھانے کے لئے جو بہتر سے بہتر پیرایہ ہو سکتا ہے اس کو استعمال کیا۔

عرب ممالک کے اس وقت چیدہ ادیب و نقاد موجود ہیں ان کے سامنے بات آئی تو انھوں نے اس کا اعتراف کیا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ ادب پر اتنا بڑا سیمنار کسی جگہ ہو رہا ہے، یہ جرأت اس لئے کی گئی کہ عرب ممالک میں بھی یہ حادثہ پیش آیا کہ وہاں بھی ادب کی اجارہ داری ان لوگوں کے

www.abulhasanalinadwi.org

حقہ میں آئی جن کے متعلق کم سے کم یہ الفاظ کہے جا سکتے ہیں کہ وہ دینی افکار سے اگر باغی نہیں تو متوحش ضرور تھے مصر کے ادبائے ازہر کو مانتے تھے لیکن اس حد تک مانتے تھے کہ اس کے فضلا ہماری نحوی غلطی نکال سکتے ہیں' ان سے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہیں نحوی غلطی نہ نکال لیں، لیکن ادب کو انھوں نے بالکل اپنی ملکیت سمجھا۔ ادھر پچاس برس میں ایسے چند اسلامی الفکر ادیب پیدا ہوئے جنھوں نے ادب کو دعوت کا ذریعہ بنایا اور آپ کو یہ سُن کر خوشی ہوگی کہ آپ جس جگہ جمع ہیں اس بے سروسامانی کی حالت میں اور جہاں تک عربی زبان کا تعلق ہے غریب الدیار ہو کر اس کی جرأت کی گئی کہ اپنے خیالات کو ادا کرنے کے لئے طاقت ور سے طاقت ور' اور دل آویز سے دل آویز تر زبان پیدا کی جائے اور الحمد للہ اس میں اس حد تک کامیابی ہوئی کہ خود ادبائے عرب نے اس کا اعتراف کیا۔ اس دعوت کے لئے اور اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے اور ذہنوں میں ایک حرکت پیدا کرنے کے لئے ہندوستان میں جو چیزیں لکھی گئی ہیں اور یہاں کے رسائل البعث الاسلامی اور الرائد میں جو مضامین شائع ہو رہے ہیں، اس میں ہمارے مرحوم بھتیجے محمد الحسنیؒ کا بہت بڑا مقام ہے کہ اللہ نے اس شخص کے قلم کو اتنی طاقت دی تھی، کہ اس میں آبشار کا زور تھا کہ وہ زور سے گرتا ہے اور شور کرتا ہے اور اس کی طغیانی اور روانی سے عرب اہلِ ذوق کو حیرت ہوتی ہے کہ اس عجمی کے قلم میں یہ طاقت کہاں سے آگئی[1] وہ حقیقت میں نتیجہ تھا کہ اس نے تصوف کا بھی تھوڑا سا اثر پایا اور اقبالؔ کو پڑھا اور اپنے گھر کی روایات

[1] مرحوم کے زورِ قلم اور عربی تحریر کی روانی کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان کی دو کتابیں الاسلام الممتحن اور العالم الاسلامی بین الاصالۃ والتبعیۃ ملاحظہ ہوں جو قاہرہ مصر سے شائع ہوئی ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

کا ورثہ پایا۔ ان سب چیزوں سے مل کر ایک خاص زبان پیدا ہو گئی جس کو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ ندوی اسلوب ہے، الحمد للہ اس بارے میں ہمارے مصری فاضل پروفیسر فتحی عثمان نے پہلے جلسے میں جس جوش وخروش کے ساتھ ہندوستان کے علماء وادباء کی خدمات اور ان کی عربی دانی کا اعتراف کیا وہ آپ کو معلوم ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم نے آپ کا ایک ایک حرف پڑھا ہے ہم آپ کے شاگرد ہیں، ہم یہاں عربی زبان کے قلعہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ پڑھی، ہم نے مولانا سید سلیمان ندوی کے خطبات مدراس کا عربی ترجمہ الرسالۃ المحمدیۃ پڑھا، ہم نے مولانا مسعود عالم ندوی کی فلاں کتاب پڑھی، ہم تو آپ کی لکھی ہوئی چیز کو آنکھوں سے لگاتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ یہاں ایک تجربہ شروع کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں کچھ حقیقتوں پر یقین عطا فرمایا ہے، کچھ دل کا درد دیا ہے۔ ہم عربوں کو دیکھتے ہیں کہ خود دین سے ہٹتے چلے جا رہے ہیں، اس جذبہ کو ضرورت تھی طاقت ور زبان کی اور دل آویز بیان کی۔ یہ محض خدا کا فضل تھا کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور یہاں یہ چیزیں لکھی گئیں۔

باقی جہاں تک اُردو ادب کا تعلق ہے اس وقت بھی ہندوستان اور پاکستان کو ملا کر اگر کوئی اسلوب علمی زبان کے لئے اور علمی حقائق کیلئے موزوں ترین اور زندہ ہے تو وہ علامہ شبلی کا ہے۔ میں نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں کہا کہ دوسرے اسلامی ممالک کے مقابلہ میں ہندوستانی علماء اور ہندوستان کے دینی حلقہ کو دو خصوصیات حاصل ہیں، ایک تو

www.abulhasanalinadwi.org

یہ کہ وہ یہاں کی سیاسی بیداری کی تحریک اور ملک کی آزادی میں صرف شریک نہیں رہے بلکہ اس کی قیادت کی۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی، شیخ الہند مولانا محمود حسن، اور علماء دیوبند اور ندوہ اور خود مولانا شبلی کے مضامین الہلال میں شائع ہوئے، ملاحظہ فرمائیں، ایک خصوصیت تو یہ ہے، جس پر ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ یہاں کی سیاسی تحریک کا ہراول دستہ یہاں کے علماء تھے ـــــ اور حقیقت میں تحریک آزادی میں زور اس وقت پیدا ہوا ہے جب علماء نے اس میدان میں قدم رکھا ہے۔ جب مولینا ابوالکلام آزاد جیسے خطیب وادیب اور صحافی نے قلم ہاتھ میں لیا سیاست تو مرجھائی مرجھائی شرمائی سی تھی، ان لوگوں نے صور اسرافیل کا زور پیدا کر دیا۔ حقیقت میں سیاسی تحریک عوامی تحریک اس وقت بنی جب سیاست میں علماء نے قدم رکھا ہے اور اس کو دین کے ساتھ ملا دیا۔ جب مولانا آزاد نے ترک موالات کے لئے قرآن مجید سے اور حدیث سے دلائل پیش کئے، اور جب انھوں نے کراچی میں وہ تقریر کی جس کی صدائے بازگشت آج تک سنی جاتی ہے اور جب وہ بقول کسی لکھنے والے کے ـــــ "وہ شیر کی طرح گرجتے اور بلبل کی طرح چہکتے تھے"۔ جب مولانا محمد علی اور ان کے رفقاء نے دین کی، مذہب کی زبان استعمال کی۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں کی ادبی تحریکات اور یہاں کی ادبی زندگی میں ـــــ علماء نے بڑھ چڑھ کر اور بنیادی حصہ لیا۔ چنانچہ سب کہتے ہیں کہ قصر ادب کے چار ستون ہیں، مولوی محمد حسین آزاد دہلوی، خواجہ الطاف حسین حالی

www.abulhasanalinadwi.org

ڈپٹی نذیر احمد اور مولانا شبلی۔ آپ دیکھیں گے کہ چاروں اسی تعلیم کے پروردہ تھے، مدرسے کے پڑھے ہوئے اور علماء کے شاگرد تھے اور جہاں تک مولانا شبلی اور ڈپٹی نذیر احمد کا تعلق ہے وہ تو مستند عالم تھے، ایک قرآن کے مفسر ہیں تو دوسرے سیرت نگار، اور ایسے ہی خواجہ الطاف حسین حالی پورے طور پر دینی حلقے کے آدمی تھے

اب ادھر کچھ دنوں سے پھر اس کا اندیشہ پیدا ہونے لگا تھا کہ ادب پر ایک خاص طبقہ کی اجارہ داری پیدا ہو جائے اس وقت ملک کی موقر شخصیتیں ہیں، جیسا کہ آپ کو مقالات سے معلوم ہوا، ہم چاہتے تھے کہ وہ ادیب بھی آئیں، جن کی بارگاہ ادب میں کسی مولوی کی آواز نہیں پہونچ سکتی۔ کسی مولوی کی اذان تو پہونچ جائے گی، مجبوری ہے پاس مسجد ہوتی ہی ہے اور بہر حال مسلمانوں کے گھر بھی ــــ لیکن کسی مولوی کی آواز نہیں پہونچ سکتی۔ پرانا مقولہ ہے "شعر من بمدرسہ کے برد"؟ یہ مدرسہ میں ہمارا شعر کون لے گیا؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ حقیقی اور فطری ادب بن ہی نہیں سکتا جب تک کہ اس کے اندر مذہبی حقائق پر کچھ ایمان نہ ہو اور دل کے اندر کچھ درد نہ ہو، کیا بات ہے؟ مولانا جلال الدین رومی، شیخ سعدیؒ، مولانا جامی اور قدسی اور ہندوستان میں میرؔ، دردؔ اور مرزا مظہر جانِ جاناں اور اخیر میں جگرؔ کے پایہ کا کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔ یہ سب اس قدیم تعلیم کے پروردہ اور مذہبی حقائق پر یقین رکھتے تھے ــــ کچھ کمزوریاں ہوں تو وہ الگ بات ہے ــــ پھر اس کے بعد آخر میں اقبالؔ کے پایہ کا

www.abulhasanalinadwi.org

شاعر کون ہے۔؟

مجھے یہاں آکر خوشی ہوئی، الحمدللہ ہمارا یہ شعبہ بھی میری توقع اور اندازہ سے زیادہ کامیاب ہے، اگر اس سے پہلے اس کا اندازہ ہوجاتا تو ہم اس میں اور زیادہ اہتمام کرتے، اور اس کی پبلسٹی بھی ہوتی۔ الحمدللہ مقالات کی حیثیت اور قدر وقیمت کے لحاظ سے بھی اور تعداد کے لحاظ سے بھی ہمارے سیمینار کا یہ شعبہ بھی کامیاب ہے۔

میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور خود مبارکباد قبول کرتا ہوں، میں اور آپ سب اس خوشی میں شریک ہیں کہ یہ سیمینار کامیاب رہا۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ سب اپنی اپنی جگہ پہونچ کر بھی اس کی ترجمانی کریں، اور یہ پیغام وہاں پہونچائیں خدا کو منظور ہوا تو ممکن ہے کہ اس سے بڑے پیمانے پر ہم خاص اسلامی ادب پر پھر تقریب منعقد کریں۔

میں خاص طور پر محترم سید صباح الدین عبد الرحمٰن صاحب، پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی اور ڈاکٹر محمد اقبال انصاری ندوی اور پروفیسر عطا کریم برق صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان حضرات نے اوّل سے آخر تک دلچسپی لی، اور صحیح رہنمائی کی۔ دارالعلوم کے ان عزیز بچوں اور اس کا انتظام کرنے والوں کیلئے خواہ وہ یہاں ہوں یا وہاں ہوں دل سے دعا نکلتی ہے۔ انھوں نے بہت ہی شائستگی کے ساتھ

www.abulhasanalinadwi.org

کہنا چاہئے ادب کے ساتھ ادیبوں کی خدمت کی۔ وہ آپ کی دعاؤں کے مستحق ہیں، آپ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھائے، ان میں سے ہر ایک کو ادیب داعی بنائے ۔۔۔ میں ان الفاظ پر اپنی گزارش ختم کرتا ہوں۔

---

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام کا ادبی و تنقیدی نظریہ

ڈاکٹر عبد الرحمن رافت پاشا
پروفیسر امام محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض

ترجمہ ——— شمس تبریز خاں

اس نظریہ کی ضرورت

ہم آج جس دنیا میں رہ رہے ہیں اس میں دو معاشرتی نظریات کی کش مکش جاری ہے، اور ان دونوں میں سے ہر ایک پوری دنیا کو اپنے حلقۂ اثر میں لے کر دوسرے نظریے کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے، ان میں سے ایک اشتراکیت ہے جس کے علمبردار سوویت یونین اور چین کا عوامی جمہوریہ ہے، دوسرا سرمایہ داری ہے جس کی قیادت امریکا اور مغربی یورپ کے ملک کرتے ہیں۔

پھر ان دو بڑے فکری و اجتماعی دھاروں کے بعد، کچھ اور فکری و ذہنی اور ادبی نظریات ہیں جو فرد کی آزادی کے سبب (جس سے روسی عوام محروم ہیں) روس کے مقابلے میں، امریکا اور مغربی یورپ کے ممالک میں زیادہ پروان چڑھے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان نمایاں فکری رُجحانات میں وجودیت (Existentialism)، فطرت پسندی (Naturalism) حقیقت پسندی (Realism) فن پسندی (Artism)، رمزیت و علامت نگاری (Symbolism) کے نام آتے ہیں۔

ان معاشرتی و فکری رُجحانات نے ادب کو اپنا ہتھیار اور آلۂ کار بنا کر اس سے اپنے دفاع اور ترجمانی اور اسٹیج کا کام لیا ہے، جہاں سے وہ اپنے اغراض و مقاصد کی اشاعت اور انہی معیاروں کے مطابق اپنے عوام اور ہم خیالوں کی ذہنی تشکیل و تربیت کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اسٹالن، ادیبوں کو "معمار انسانیت" قرار دیتا ہے۔

ان لوگوں نے اپنے افکار و آراء کی ترویج و اشاعت کیلئے ادب پر اعتماد کر کے کوئی غلطی نہیں کی تھی، کیونکہ لفظوں میں وہ جادو ہے جس کا کوئی توڑ نہیں، اور ادب میں نفسیاتی تبدیلی، عقلی تاثیر، ذوق و وجدان کی تعمیر، تربیت و ذہن سازی کی وہ قوت تسخیر ہے جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ کیا بہت پہلے خود اسلام نے بھی دلوں تک اپنی دعوت کی رسائی کیلئے حروف و کلمات کا سہارا نہیں لیا؟ اور کیا رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلم نہیں عطا ہوئے اور کیا ان کا معجزہ لسانی و بیانی نہ تھا ___؟

اور کیا قرآن اور اس کی تسخیر قلوب کی قوت نے عرب کے بہت سے سنگدلوں کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کر دیا؟ اور کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں "کلمۂ طیبہ" کی تعریف نہیں فرمائی: ___

www.abulhasanalinadwi.org

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ نے کیسی مثال دی ہے، کلمۂ طیبہ ایک مبارک درخت ہے جس کی جڑیں مضبوط ہیں اور اس کی شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور جو ہر وقت پھل دیتا رہتا ہے اپنے رب کے حکم سے۔ اور اللہ لوگوں کے سامنے مثالیں رکھتا ہے تاکہ وہ باخبر ہوں۔

(ابراہیم۔ ۲۴، ۲۵)

ان اجتماعی رُجحانات اور نظریات کے نتیجہ میں متعدد ادبی دبستان وجود میں آ گئے، جن کی مستقل بنیادیں اور منفرد افکار و معیار ہیں۔

ہم جب ان معاشرتی رجحانات اور ثقافتی نظریات پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کے سب انسان اور زندگی کے بارے میں اُن کے بانیوں کے نقطۂ نظر سے نکلے ہیں، چنانچہ سرمایہ داری کے امریکی اور یوروپی حامیوں کی اکثریت انسان کی انفرادیت اور حریت کی اس حد تک حامی ہے جس سے دوسروں پر ظلم اور ان کی حق تلفی ہونے لگتی ہے، وہ فرد کو مطلق آزادی دے دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے اس کے ساتھ اسے ایسے مالی تصرف کی اجازت دے دیتے ہیں، جو دوسروں کے استحصال اور ان پر ظلم بن جاتا ہے۔ وہ فرد کیلئے

www.abulhasanalinadwi.org

ایسی بے قید خوش حالی کا دروازہ کھول دیتے ہیں جس سے لوگوں کے باہمی تعلقات خراب ہو جاتے ۔۔ اور بغض و عداوت پیدا ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ، وہ اسے ایسی انفرادی زندگی گزارنے کا موقع دیتے ہیں جس کا کوئی ضابطہ نہیں ہوتا۔

ایسا طرزِ حیات جو نفسانی تقاضوں اور حیوانی خواہشوں کی آزادانہ تکمیل پر مبنی ہوتا ہے، جسے وہ فرد کا حق، اس کی شخصیت کا اظہار اور اس کے وجود کی تکمیل کا نام دیتے ہیں۔

اس کے برعکس اشتراکی، فرد کی معاشرتی حیثیت کو ضروری قرار دیتے اور اسے اجتماعی کائنات کا ایک حقیر ذرہ سمجھتے ہیں، اسی لئے وہ پارٹی اور حکومت کے نمائندوں کو عوام اور افراد پر اس حد تک حکمرانی کا حق دے دیتے ہیں کہ وہ ہر فرد کا کام اور روزی کا تعین کر سکتے ۔۔ اور اس پر اپنے افکار زندگی کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر عائد کر سکتے ہیں۔

ہم اس وقت انسان اور زندگی کے بارے میں ان نظریات پر بحث و مناقشہ نہیں کرنا چاہتے کیونکہ ہم مسلمان ان سب کو غلط سمجھتے ہیں، مگر ہم ان کروڑوں لوگوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں جو معمورۂ عالم کے اس وسیع رقبے پر آباد ہیں (جو مغرب میں اٹلانٹک اور مشرق میں ہند راور شرق الہند) تک پھیلا ہوا ہے) اور جو اپنے کو مسلمان کہتے اور انسان، حیات اور کائنات کے اسلامی نظریے پر یقین رکھتے ہیں کہ اس میدان میں ان کا کیا مقام ہے؟ اور ان کا ادبی نقطۂ نظر

www.abulhasanalinadwi.org

کیا ہے ؟

کیا انھیں یہ حق نہیں پہونچتا کہ ان کا ایک واضح، ممتاز، بامقصد اور متعین ادبی نقطۂ نظر ہو، جو انسان اور کائنات کے بارے میں ان کے عقیدے کا ترجمان ہو، اور خالق اور دین و دنیا کے بارے میں ان کے تصور کی وضاحت کرے اور وہ اسے دعوت و اشاعتِ حق کا وسیلہ بنا سکیں، اور وہ اس کے ذریعہ سے انسانیت کو عام طور پر اور اپنی مسلمان نسلوں کیلئے خاص طور پر ایسا مقصدی و افادی ادب پیش کر سکیں جس کی ایمانی حرارت سے طبیعتوں میں اضطراب پیدا ہو، فضل و کمال کے نمونوں سے ان میں نیا عزم و حزم بیدار ہو، اور اس کے خیر و صلاح اور نفاست و طہارت سے دلوں کی کشاد ہو، اور اس کے روشن افکار سے عقل کو غذا ملے، اور اس کے جلال و جمال اور پاکیزگی اور رہنمائی کے ذریعہ اس سطحی ادب سے نجات ملے جس کا ایک ڈھیر پریس سے ہر صبح باہر آجاتا ہے

ہم مسلمان مطلوبہ اسلامی ادب کے پہلے سے کہیں زیادہ حاجت مند ہیں، کیونکہ آج ہمیں فکری، وجدانی اور تہذیبی سطح پر ایسا مقابلہ درپیش ہے جس کی ہم نظیر نہیں پاتے۔ حقیقی و مقصدی ادب ہی ہمارے وہ اسلحہ ہیں جن سے ہم اس حملے کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اس کے تیز دھارے کے آگے ٹھہر سکتے ہیں۔

معاصر اسلامی تحریکوں نے اسلام اور مسلمانوں کی قابل لحاظ خدمت انجام دی ہے، انھیں اگرچہ سیاسی کامیابی نہیں ملی ہے مگر

www.abulhasanalinadwi.org

فکری معرکے میں انھوں نے اسلامی بنیادوں کی وضاحت اور موجودہ مسائل کے سلسلے میں اسلام کا موقف متعین کرنے، بدلتی ہوئی زندگی پر گرفت حاصل کرنے اور اپنے مخالفین سے پنجہ آزما ہونے کی صلاحیت کا ثبوت بہم پہونچایا ہے۔

لیکن شعوری یا غیر شعوری طور پر ان تحریکوں نے یہ بات بھلا دی، کہ دعوت کا کام صرف علمی تحقیقات، اصولی بحثوں اور منطقی حجتوں سے نہیں انجام پاتا، بلکہ ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ اس کے حقائق اور بنیادوں کو ادب عالی کی دلکش صورت میں بھی پیش کیا جائے جس سے ذہن لذت یاب ہوں اور اس کی طرف دل اس طرح متوجہ ہوں جیسے موسم گرما میں کوئی پیاسا ٹھنڈے پانی کی طرف لپکتا ہے۔

ہمارے اسلاف نے اس ضرورت کو سمجھا اور اس ہتھیار کو اچھی طرح استعمال کیا تھا...... تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ سخت حالات میں مسلمانوں نے اس ہتھیار کا استعمال کس قوت وصلاحیت کے ساتھ کیا تھا، مثلاً جنگ قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ نے قُرّاء، اہل الرائے اور اصحاب قوت وعزیمت کو جمع کیا تھا، لیکن صرف ان ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے ساتھ شاعروں اور خطیبوں کو بھی جمع کیا تھا جن میں الشماخ، الحطیئة، اُوس بن معزاء، عبدہ بن طیب بھی تھے، جنھیں میدان جنگ میں بھیجنے سے پہلے یہ ہدایت کی کہ میدان جنگ میں جا کر اپنی پوری ذمہ داری اور اپنا فرض انجام دیں۔ آپ عرب کے شاعر و خطیب

www.abulhasanalinadwi.org

اور اعیان و اکابر ہیں، لوگوں کی ہمّت بڑھائیں، چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔[1]

خطیب اور شاعر اسلامی فوجوں کے درمیان جا کر احساسات کو بڑھاتے، جذبات کو بھڑکاتے اور ہمت بندھاتے تھے۔ اس "ادبی معرکہ" سے پہلے حضرت سعدؓ نے ایک قاری سے سورۃ الانفال کی تلاوت کرائی پھر فوج کے ہر حصّے میں اس کی تلاوت ہوئی اور لوگوں کے دل مسرور اور آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں اور اس کی قرأت کے ساتھ سینوں میں سکینت کی لہر دوڑ گئی۔[2]

عہد نبوی میں بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ادب سے اسلام کی خدمت، مسلمانوں اور ان کے رسوؐل کی حمایت، فتح کی تعریف اور شکست کی تخفیف اور زخم پر مرہم رکھنے کا کام لیا تھا، ہمارے اسلاف کے عہد میں شعر و خطابت ہی متعارف فنون تھے جن سے انھوں نے اچھی طرح کام لیا، اور مجھے یقین ہے کہ اگر ان کو آج کے نئے فنون کا علم ہوتا تو ان سے بھی بڑے پیمانے پر دعوت کا کام لیتے۔

بدقسمتی سے ہمارے زمانے کے اسلامی ادیبوں نے نئے ادبی اسالیب کو چھوڑ کر صرف شعر گوئی اور مقالہ نگاری پر قناعت کر لی ہے اور یہ خیال کر لیا ہے کہ دین اور افسانہ و ڈرامہ میں ایسی بے گانگی ہے جو

---

[1] طبری ۴/۵۳۲ [2] طبری ۴/۵۳۶

www.abulhasanalinadwi.org

بیزاری کے درجہ تک پہونچی ہوئی ہے۔

ہمارے ادیب یہ بھول گئے کہ قرآن کریم نے اپنے بلند مقاصد کے لئے واقعہ نگاری کے فن سے کس طرح کام لیا اور اسے ارشاد و ہدایت اور عبرت و موعظت کا کیسا قابل اعتماد وسیلہ بنالیا۔ ہمارے اسلامی ادیبوں کو تو قرآن کے تعلق اور قصص قرآنی کے دل کش نمونوں کے سبب قصہ و واقعہ بیانی کے فن کی قیادت کرنی چاہیے تھی!

اس کوتاہی سے اسلامی ادب اور مسلمانوں کو جو خسارہ پہونچا ہے اس کا علم اللہ ہی کو ہے، ہماری ذاتی اور عوامی لائبریریاں گزشتہ نصف صدی میں فرضی قصوں اور افسانوں اور ان کے ترجموں سے بھر گئی ہیں، اور ہمارے نوجوانوں میں حد سے زیادہ مقبول ہو گئی ہیں اور ان کے دل و دماغ میں اتنا زہر اُتر چکا ہے جو کئی نسلوں کی ہلاکت کے لئے کافی ہے، چنانچہ ان کے اخلاق و عادات خراب ہو گئے، اور ایمان کمزور ہو گیا، اور انھوں نے ایسی روش اختیار کر لی جو دشمنوں کو خوش اور دوستوں اور بہی خواہوں کو غمگین کر دیتی ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنی طرف متوجہ ہوں اور اپنی اور اپنے ہونہار نوجوانوں کی صلاحیتوں کے ساتھ اس میدان ادب میں قدم رکھیں، کیونکہ اس میں اب بھی گنجائش ہے اور قارئین کی بڑی تعداد پاکیزہ ادب کی دلدادہ ہے۔

ہمیں، ہمارے مفکرین، علمی و ادبی اداروں اور اسلام اور مسلمانوں

www.abulhasanalinadwi.org

کے لئے غیرت وحمیت رکھنے والے ادیبوں کو سمجھنا چاہیئے کہ اگر ہم اہل ایمان کے پاکیزہ ادب کے مطالبے کو پورا نہیں کرتے (جوان کے ایمان اور فطرت سلیمہ کی جلا کرے) تو وہ لامحالہ دوسرے قسم کے ادب کی طرف متوجہ ہوں گے اور ان ادیبوں سے رجوع کریں گے جنھوں نے کج فطرت، مخرب اخلاق اور فحش لٹریچر سے دُنیا کو بھر دیا ہے، اس لئے ہمیں جدید اسلامی ادب کی عموماً اور اسلامی افسانے کی خصوصاً شدید ضرورت ہے۔

فنِ قصہ گوئی کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے پلاٹ اور واقعات کی طرف قاری کو متوجہ کرلیتا ہے اور اس کے کرداروں سے دل چسپی اور مظلوم ومحروم انسانوں کے لئے جذبۂ رحم پیدا کردیتا ہے۔ ہماری موجودہ نسل کی یہ بدبختی ہے کہ ہزاروں قصّوں، ڈراموں، سینما اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ ان تک جو ادب پہونچا اس نے ان کے سامنے جرم وبداخلاقی کی تصویریں رکھیں اور اسلامی معاشرے کی اقدار سے باغی نوجوانوں اور خواتین کے لئے ہمدردی کے جذبات پیدا کئے اور گناہ کے دلدلوں میں غرق ہونے والیوں کے سروں پر عزت وعظمت کے تاج رکھے اور دلوں میں اس معاشرے کے خلاف انتقام کی آگ بھڑکائی جو ان کے خیال میں کہنہ وفرسودہ اقدار کو اپنائے ہوئے ہے، اور اپنے لئے ہمدردی کے جذبات پیدا کئے اور اپنی محنت سے دلوں کو گرم بنانے کی کوشش کی۔

www.abulhasanalinadwi.org

معروف مصری ادیب توفیق الحکیم کے قول کے مطابق، جنھوں نے ایک موقع پر کہا کہ :— "ہمدردی اور دلچسپی کے جذبات امراض کی طرح متعدی ہوتے ہیں"— ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم جدید فنی اسالیب کی اہمیت اور اسلامی ادیبوں کی عظیم ذمہ داری کا احساس کریں، نئے ادبی فنون خصوصاً افسانہ اور مختصر کہانی اور ڈرامے سے عوامی دلچسپی ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہونی چاہیے کہ برائی کس طرح ان خطرناک اسلحہ سے مسلح ہو کر ہماری قومی زندگی میں اپنے قدم جما رہی ہے، جس کے تدارک کیلئے ہمیں وہ ہتھیار چھین لینا چاہئے اور ان خدا ترس ہاتھوں میں دے دینا چاہیے جو انھیں نیکی اور بھلائی کے راستوں میں استعمال کر سکیں۔

ہم نے منبروں سے فحش رسالوں اور حیا سوز افسانوں — اور — بے لگام نشریاتی ذرائع کے مقاطعہ کی باتیں سنی ہیں، مگر یہ لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ ان ادبیات و نشریات کا مقابلہ منبروں کی خطابت اور محفلوں کے احتجاج سے نہیں ہو سکتا بلکہ مثبت اور تعمیری عمل کے ذریعہ ہوگا۔ آپ کا ایک شمع روشن کر دینا اندھیرے کو ہزار بار برا کہنے سے کہیں بہتر ہے۔

ان فتنہ پرور اور فساد انگیز فنون ادب کا مقابلہ اظہار نفرت یا اعراض یا بقول ڈاکٹر نجیب الکیلانی[1] واویلا مچانے سے نہیں، بلکہ ایجابی اور تعمیری

---

[1] ڈاکٹر کیلانی کا وہ قابل قدر مقالہ ملاحظہ ہو جسے انھوں نے اپنی کتاب "حول الدین والدولۃ" (طبع دار النفائس بیروت) میں شامل کیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

کام کے ذریعہ ہوگا۔ وہ اس طرح کہ ناپسندیدہ ادب کے مقابل ہم پسندیدہ ادب اور اس کا نعم البدل پیش کریں اور یہ اعتماد رکھیں کہ یہ نعم البدل عوام سے مقبولیت حاصل کرلے گا، کیونکہ انسان فطرۃً خیر کی طرف میلان رکھتا ہے اور اسے ترجیح دیتا ہے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ جب ہم روح عصر کے ترجمان اور مسلم مسائل میں رہنمائی کرنے والے اسلامی ادب کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس کا مطلب قدیم اسلامی ادب سے روگردانی نہیں ہوتی بلکہ ہم تو اس سے برابر استفادہ کرتے اور ادب کے حال کا تعلق ماضی سے برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔

یہ اعتراف کرنا ہمارا خوش گوار فرض ہے کہ ہمارے قدیم اسلامی ادب نے ماضی میں حیرت انگیز کارنامے انجام دیے ہیں اور وہ ظہور اسلام کے ساتھ ہی اس کا سہارا بنا رہا ہے، وہ تاریخ کے ہر دور میں خراب حالات اور باطل فرقوں کا مقابلہ اور منافقین کا پردہ چاک کرنا اور دین کی پرخلوص خدمت انجام دیتا رہا ہے، اسی طرح اس نے ہر زمانے کے مسائل سے ایسا گہرا ربط رکھا ہے جس سے تعجب ہوتا ہے، مثلاً اس نے زنادقہ و ملاحدہ کا تعاقب کیا اور فتنۂ خلق قرآن میں قابل تعریف موقف اختیار کیا، وہ کلمۂ حق کہا جو ایسے موقع پر کہنا چاہیے تھا، اور اسلامی غیرت اور اسلامی قائدین کے موقف کو سراہا۔

عالم اسلام پر صلیبی حملوں کے وقت، اسلامی ادب نے حوصلوں

www.abulhasanalinadwi.org

کو بلند رکھا، زخموں پر مرہم رکھا، فتح کے موقعہ پر مسلمانوں کو مُبارکباد دی، اور شکست کے وقت تسلّی دی اور ہمت بندھائی اور لوگوں کے اندر جہاد کے لئے آمادگی پیدا کی، اسی طرح تاتاری حملے کے وقت بھی اس نے اپنی ذمہ داریاں پوری کیں۔

ہمارے قدیم اسلامی ادب نے اپنے زمانے کی مشکلات و مسائل اور لوگوں کی کامیاب ترجمانی کی، جو اس کا فرض تھا، مگر آج اس سے عصرِ حاضر کی ترجمانی کا مطالبہ اسی طرح بیجا اور ناروا ہے جیسے آج کے ادب سے ہم ہزاروں سال بعد کے حالات کی عکاسی کا مطالبہ کرنے لگیں۔ ہمیں جس طرح معاصر ادب اسلامی کی ضرورت ہے، جو زندگی کی ہم عنانی اور ترجمانی کرے، اسی طرح جدید اسلامی تنقید کی بھی ضرورت ہے جو ادب کے اقدار و معیار متعین کرے اور اس کیلئے نشانِ راہ طے کرے، اس تفصیل سے اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ہمیں ادب و تنقید میں اسلامی نقطۂ نگاہ کی کتنی ضرورت ہے۔

اَدبِ اسلامی کے اوّلین داعی

ہمیں یہ دعویٰ نہیں کہ ہم نے سب سے پہلے اسلامی ادب کی دعوت دی بلکہ ہم نے دراصل چند مسلم مشاہیر وادباء کی تقلید کی ہے۔ اس موضوع پر سب سے پہلے لکھنے والے عالم باعمل مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی ہیں جب انھوں نے المجمع العلمی العربی (دمشق اکیڈمی) کا ممبر منتخب ہونے کے وقت

www.abulhasanalinadwi.org

ادب میں اسلام کے تصور کی طرف توجہ دلائی تھی' اس طرح وہ اس ادب کے پہلے داعی اور اس طرف متوجہ کرنے والوں کے سرخیل ہیں' پھر شہید اسلام سید قطبؒ نے اس موضوع پر ایک مقالہ لکھا اور اسے اپنی کتاب "التاریخ، فکرۃ ومنہاج" میں شامل کیا۔

انھوں نے اس مقالہ میں مستقل اسلامی خصوصیات رکھنے والے ادب کی پرجوش دعوت دی' اور ان کی دعوت پر سب سے پہلے ان کے بھائی محترم محمد قطب سلمہ اللہ نے لبیک کہا اور "منہج الفن الاسلامی" نامی کتاب لکھی جو اس موضوع پر پہلی کتاب تھی۔ پھر ان کے بعد معروف طبیب اور ادیب ڈاکٹر نجیب الکیلانی نے اپنی کتاب "الإسلامية والمذاهب الأدبية" میں اسلام کا ادبی نقطۂ نظر اپنایا' جبکہ استاذ محمد قطب کی کتاب میں صرف اسلامی نقطۂ نگاہ اپنایا گیا تھا۔ پھر ڈاکٹر عماد الدین خلیل نے اس راہ میں پیش قدمی کرتے ہوئے "فی النقد الاسلامی المعاصر" نامی کتاب لکھی' لیکن ضرورت ہے کہ اس موضوع کی تکمیل کے لئے اور لوگ بھی آگے بڑھیں۔

ان کوششوں کے بعد اس ادب کی سرپرستی کے سلسلے میں بہت سے مقالے لکھے گئے اور آوازیں بلند ہونے لگیں جن کی طرف الامام محمد بن سعود یونیورسٹی نے پہل کی اور ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اس نظریے کو نظریاتی صف سے نکال کر نفاذ وعمل کے میدان میں لا کھڑا کیا اور کلیۃ اللغۃ العربیۃ میں (جس کے وہ پرنسپل تھے) اس موضوع کو داخل نصاب کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

پھر اس یونی ورسٹی کا وائس چانسلر ہونے کے بعد اسے مزید ترقی دے کر شعبۂ نقد و بلاغت کا لازمی مضمون بنادیا اور اس شعبہ کا نام "قسم البلاغة والنقد ومنهج الأدب الاسلامي" رکھا۔

چنانچہ درجۂ تحقیق کے طلباء نے اس موضوع سے بہت دل چسپی ظاہر کی اور ایم۔ اے کے لئے تین مقالوں کا اندراج ہوا، اور چوتھے کا بھی ہونے والا ہے اور ہمیں پوری توقع ہے کہ یہ موضوع ادب اسلامی کا مستقل شعبہ بن جائے گا اور خاص طور پر نوجوانوں کے لئے ادب کا شعبہ ہوگا۔

اسلامی ادب پر ایک طائرانہ نظر

اسلامی ادب کی مختصر تعریف یہ کی جاسکتی ہے کہ "وہ اس بامقصد فنی اظہار کا نام ہے جو حیات وکائنات اور انسان کے ان اثرات سے تعلق رکھتا ہو جو ادیب کے وجدان پر پڑے ہوں اور وہ اظہار جو اسلام کے تصور خالق ومخلوق سے ہم آہنگ ہو اور اسلامی اقدار کے منافی نہ ہو"۔

فنی اظہار کا مطلب ادبی حسن کی رعایت ہے کیونکہ عبارت کا حسن کسی بھی ادب کی بنیادی شرط ہے چہ جائیکہ جب وہ اسلامی ادب ہو کتاب اللہ اور حدیثِ رسول ﷺ سے مستفید ومستنیر ہو۔؟

پھر اس ادب کو افادی ومقصدی بھی ہونا چاہئے، کیونکہ کسی بھی مسلم

www.abulhasanalinadwi.org

کا قول و فعل لغویت و بے مقصدیت سے خالی ہونا چاہیے، اس لئے اسلامی ادب کو زبان و بیان کی خوبی و خوبصورتی ہی کا حامل نہیں بلکہ مفید و پر مغز بھی ہونا چاہیے، کیونکہ خوبصورت خالی گلاسوں سے پیاس نہیں بجھا کرتی۔

اس ادب کا موضوع بہت وسیع، پہلودار اور ہمہ گیر ہوتا ہے اس طرح وہ تمام انسانی جذبات، اس کے غم و مسرت، اچھائی برائی، دنیا و آخرت، زندگی کی سعادت و بدبختی، اصول و اقدار، غرض وہ کائنات کی جملہ رنگینیوں اور فطرت کی تمام بوقلمونیوں کا احاطہ کر لیتا ہے، اسی لئے

اسلامی ادب اپنی اس بیکرانی کے سبب صرف دینی موضوعات تک محدود نہیں ہوتا۔

ادبِ اسلامی کی صحیح تصویر پیش کرنے کے لئے یہاں دونوں ادبیات کی کچھ مثالیں دی جا رہی ہیں، جو مشترک موضوعات سے متعلق ہوتے ہوئے بھی نقطۂ نظر کا فرق واضح کر دیتی ہیں۔

اموی شاعر عبداللہ بن قیس الرقیات ایک بڑے تابعی اور اموی خلیفہ کی مدح میں کہتا ہے ــــــــــــــــ

إنّ الأغرّ الّذي أبُوهُ أبو العا ص عليه الوقارُ والحجب

يعتدلُ التاج فوق مفرقهِ على جبينٍ كأنّهُ الذهبُ

(وہ برگزیدہ شخص جس کے والد ابوالعاص ہیں، اس پر وقار اور تمکنت کے پردے پڑے ہوئے ہیں، تاج شاہی اس کے سر پر زیب دیتا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اور اس کی پیشانی کندن کی طرح دمکتی ہے)

اس کے مقابلے میں الخریمی بنی ہاشم کی مدح میں کہتا ہے :-

نَهَارُكُمْ مُكَابَدَةٌ وَصَوْمٌ وَلَيْلُكُمْ صَلوٰةٌ وَاقْتِرَاءُ
أَأَجْعَلُكُمْ وَأَقْوَامًا سَوَاءً وَبَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمُ السَّمَاءُ؟

(آپ لوگوں کے دن جہاد اور روزے کی حالت میں گزرتے ہیں اور آپ کی راتیں نماز و تلاوت میں بسر ہو جاتی ہیں، تو کیا میں دوسروں کو آپ لوگوں کے برابر سمجھوں گا، جبکہ آپ کے ان کے درمیان آسمان زمین کا فرق ہے؟)

جب ہم ان مختصر قطعات پر نظر ڈالیں گے تو دونوں تصورات کا فرق واضح ہو جائے گا۔

عبداللہ بن قیس الرقیات، مسلمانوں کے خلیفہ اور ایک بڑے تابعی کو ایسی نظر سے دیکھتا ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور ایسی تعریفیں کرتا ہے جن کا شرع میں کوئی مقام نہیں، بلکہ وہ خلیفہ کی ایسی تعریف کرتا ہے جو ایک مسلم خلیفہ کے شایان شان نہیں۔

چنانچہ اس نے عبدالملک کی صفات میں بیان کیا کہ وہ ابوالعاص کا بیٹا ہے جو حسب و نسب پر فخر کو اختیار کرتا ہے جو ایک جاہلی صفت ہے، دوسری خصوصیت یہ بتائی کہ وہ اپنی رعایا سے الگ بیٹھتا ہے، حالانکہ ایسے حکام کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعید فرمائی ہے۔

اس کے بعد کہا کہ تاج اس کی زریں پیشانی پر بھلا معلوم ہوتا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

حالانکہ اسلام اس لئے آیا تھا کہ وہ تاجِ شاہی کو زمیں دوز کردے کیونکہ وہ عجمی اور جاہلی بادشاہوں کی علامت ہے۔ حضرت عمرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ ہرمزان جب مدینہ میں ان کے سامنے لایا جا رہا تھا، تو انھوں نے اسے اس وقت تک نہیں دیکھا، جب تک کہ اس نے اپنے سر سے تاج نہیں اُتار دیا۔

ایک دوسرے شاعر نہار بن توسعہ کے ان اشعار میں اسلامی تصور جھلکتا ہے ؎

أبي الإسلامُ لا أبَ لي سِواه ۔۔۔ اذا فخروا بقيسٍ او تميم
دعيُّ القوم ينصر مُدَّعيه ۔۔۔ فيلحقه بذي الحسب الصميم
وما كرمٌ ولو شرفت جدود
ولكن التقيَّ هو الكريمُ

جب لوگ قبیلۂ قیس و تمیم سے منسوب ہو کر فخر محسوس کریں گے تو میں اس وقت یہ کہنے میں فخر محسوس کروں گا کہ میرا باپ اسلام کے سوا اور کوئی نہیں۔

قوم کا غلام جب اپنے آقا کی مدد کرتا ہے تو وہ اسے صحیح النسب قرار دیتا ہے۔

شرافت، باپ دادا کی شرافت سے وراثت میں نہیں ملتی، بلکہ متقی صاحبِ تقویٰ شخص ہی شریف ہوتا ہے۔

اسلامی تصوّر کی مزید وضاحت کے لئے ابونواس کے وہ اشعار ملاحظہ ہوں جو اس نے حسنِ فطرت کے بارے میں کہے ہیں: ———

www.abulhasanalinadwi.org

تأمّل فی ریاض الأرض وانظر — الی آثار ما صنع الملیک
عیون من لجین شاخصات — بأحداق ھی الذھب السبیک
علی قضُب الزبرجد شاھدات — بانّ اللہ لیس لہ شریک

(باغ عالم کا نظارہ کرو اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو، چاندی کی اُبھری ہوئی آنکھیں ہیں جن کی پتلیاں زرِ خالص کی ہیں اور وہ زبرجد کی ڈالیوں پر اسکی گواہی دے رہی ہیں کہ خدا کا کوئی شریک نہیں۔)

یہ اشعار گلِ نرگس کے بارے میں کہے گئے ہیں جس میں شاعر نے بہار کی تعریف بہار آفریں کی حمد کے ساتھ کی ہے' اب اس کا مقابلہ بحتری کی مدح بہار سے کیجئے جس میں وہ کہتا ہے ؎

أتاك الربیع الطلق یختال ضاحکا — من الحسن حتی کاد أن یتکلّما
وقد نبہ النیروز فی غسق الدجیٰ — أوائل وردکُنّ بالأمس نُوّما
یفتّقھا بردالندیٰ فکأنہ — یَبُثُّ حدیثاً کان قبل مُکتّما
فما یحبس الرّاح التی أنت خلّھا — وما یمنع الاوتارَ أن تترنّما

ا۔ بہار اپنے حسن کے ساتھ ہنستی اور اتراتی آپہونچی جو بولا ہی چاہتی ہے

۲۔ اور نوروز نے رات کی تاریکی میں کل کی خوابیدہ کلیوں کو بیدار کردیا

۳۔ شبنم کی خنکی نے کلیوں کے منھ اس طرح کھول دیئے گویا اس نے کوئی رازِ سربستہ فاش کردیا۔

۴۔ تو اب شراب کو کون روکے ہوئے ہے جس کے تم ندیم ہو اور پردہ ہائے ساز ترنم ریز کیوں نہیں ہوتے۔!

www.abulhasanalinadwi.org

شاعر نے یہاں بہار کی دل کش تصویر کشی کی، مگر یہ تصویر خالق بہار سے الگ ہے اور اس کو ہم اپنے اسلامی تصور کے لحاظ سے نہ اچھا قرار دے سکتے ہیں اور نہ بُرا، مگر اخیر میں مے ونغمہ کی دعوت دی گئی ہے جو ایک مسلمان پر حرام اور ممنوع ہیں۔

ادبِ اسلامی کی چند خصوصیات

ادب اسلامی جن خصوصیات کا حامل ہوتا ہے ان میں پہلی خصوصیت ہے کہ وہ بامقصد ہوتا ہے، کیونکہ مسلم ادیب "فن برائے فن" کے قائل حضرات کی طرح ادب کو مقصد نہیں بلکہ وسیلہ قرار دیتا ہے۔

یہ مقصد سینوں میں خدا کے ایمان کو راسخ کرنا، ذہنوں میں اخلاقِ فاضلہ کو جاگزیں کرنا، اور انسان کی خوبی اور بھلائی کی پوشیدہ قوتوں کو بیدار کرنا ہے۔

(۲) اسلامی ادب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ التزامی اور پابندِ آدب ہوتا ہے مگر یہ پابندی، ترقی پسندوں اور وجودیوں کی پابندی سے الگ ہے اس میں اسلامی مفاہیم وتصورات اور اصول واقدار کی رعایت ہوتی ہے

(۳) اسلامی ادب کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ تحقیقی وواقعی ہوتا ہے، اور یہ اصلیت وواقعیت، امت اسلامیہ کی خصوصیات وصفات اور اس کی ابدی رُوح کی آئینہ داری سے پیدا ہوتی ہے۔ اس ادب کی اصلیت اس وقت اپنی معراج پر ہوتی ہے جب ہم اس میں دلسوزی

www.abulhasanalinadwi.org

محسوس کرتے ہیں، اوردلوں کو گرمانے، روح کو متاثر کرنے، جذبات میں اضطراب اور عالی ہمتی پیدا کرنے کی صفت پاتے ہیں۔

(۴) اس کی چوتھی خاصیت استقلال اور نظریاتی وفاداری ہے، جب اسلامی ادیب اپنے کو دوسرے باصلاحیت اور صاحبِ اثر ادیبوں سے الگ کرتا ہے اور اس کی شخصیت اسلام کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے تو وہ اسلام کی آنکھ سے دیکھتا، اس کے کان سے سنتا اور اس کے ذریعہ محسوس کرتا ہے۔

اس فکری ونظریاتی تبدیلی کی عمدہ مثال حضرت حسّان بن ثابتؓ ہیں جنھوں نے اپنی جاہلی ادبی شخصیت کو اسلامی شخصیت میں تحلیل کردیا۔ یہی بات ہمارے زمانے میں سید قطب پر صادق آتی ہے جنھوں نے عمومی ادب سے اسلامی ادب کی طرف عظیم جست لگائی۔

(۵) اس ادب کا پانچواں امتیاز ثبات ودوام ہے، کیونکہ یہ تمام اقدار ومعیار اسلام سے اخذ کرتا ہے جو ہمیشہ قائم ودائم رہتے ہیں اور ان میں شناخت وشخصیت، روح وفکر، اور ماضی کی یادیں برقرار رہتی ہیں، اور زمانے سے صرف ان کی شکل وصورت میں فرق آتا ہے۔

(۶) اس کی چھٹی امتیازی تعریف اس کی اخلاقی نوعیت ہے، کیونکہ ادب اسلامی تمام اخلاقی پہلوؤں پر مشتمل ہوتا ہے، اخلاقی پابندی اسلامی ادیب کی عبقریت وانفرادیت کا جزء لازم ہوتی ہے، اور یہ دونوں چیزیں اس کی فطرت کے اعماق سے ایک ساتھ پھوٹتی ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور یہ رنگ ان دونوں ادبیات میں ہوتا ہے جنھیں کبھی اسلامی ادیب اپنی تسکین و تسلی کے لئے یا دوسروں کی رہنمائی کے لئے لکھتا ہے۔

(۷) اس کا ساتواں امتیازی وصف اس کا فنی حسن اور پختگی ہے جو لفظ و معنی کی وحدت ہی سے پیدا ہو سکتی ہے، اس لئے کسی اسلامی موضوع پر کسی ناقص ادب کی سفارش نہیں کی جائے گی، اسی لئے بہت سی لغتیں ادب اسلامی کا حصہ نہیں بن سکتیں، ہم ایسا ادب چاہتے ہیں جس میں مقصد کی بلندی کے ساتھ وسیلہ کا حسن بھی موجود ہو۔

(۸) اس کی آٹھویں امتیازی خصوصیت شعور ہے، اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ اسلامی ادیب کو اپنی اسلامی شخصیت کا شعور، اپنی ذمہ داری کا گہرا احساس (جو اللہ کی طرف سے اس پر ڈالی گئی ہے) اور لفظ کی حرمت و اہمیت کا پاس ہو۔

---

www.abulhasanalinadwi.org

"نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر"[1]

"ادب و انشاء کے سلسلہ میں عام مؤرخ و نقاد اکثر اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ تحریر کی قوت، کلام کی تاثیر اور قبول عام اور بقائے دوام کے لئے سب سے زیادہ معاون عنصر لکھنے والے کی اندرونی کیفیات، اس کا یقین، دلی جذبہ، کسی حقیقت کے اظہار کے لئے اس کی بے چینی و بے قراری ہے۔ ایسے کسی شخص کو جو اس اندرونی کیفیت سے سرشار، اور اس کو دوسروں میں پیدا کرنے کیلئے مضطرب و بے قرار ہو، جب قدرت کی طرف سے ذوق سلیم بھی عطا ہو، الفاظ و اسالیب بیان پر ضروری حد تک قدرت بھی حاصل ہو، اور اس کی تحریر میں علم و ادب، عقل و استدلال، اور حسنِ بیان کے ساتھ سوز دروں اور خونِ جگر بھی شامل ہو، تو اس کی تحریر میں ایسا اثر اور ایسا زور پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں ہزاروں دلوں کو زخمی کرتی ہے، اور سیکڑوں برس گذر جانے کے بعد بھی اس کی تازگی و زندگی، اور اس کی تاثیر و قوت تسخیر قائم رہتی ہے۔"[2]

---

[1] حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کی تحریر کا ایک اقتباس جو جلسہ کے ہال میں خوش خط لکھ کر آویزاں کیا گیا تھا، دوسری طرف اس کا عربی ترجمہ بھی عرب شرکاء مجلس کے سامنے تھا۔

[2] تاریخ دعوت و عزیمت حصہ سوم ص ۲۴۲-۲۴۳

www.abulhasanalinadwi.org

جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا ؟[1]

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

مقصودِ ہنر سوزِ حیاتِ ابدی ہے
یہ ایک نفس یا دو نفس مثلِ شرر کیا

جس سے دلِ دریا متلاطم نہیں ہوتا
اے قطرۂ نیساں وہ صدف کیا وہ گہر کیا

شاعر کی نوا ہو کہ مغنّی کا نفس ہو
جس سے چمن افسردہ ہو وہ بادِ سحر کیا

بے معجزہ دُنیا میں اُبھرتی نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا

---

[1] اقبال کا یہ قطعہ کتب خانہ کی نئی عمارت کے وسیع ہال میں جس میں عمومی مجلس مذاکرہ منعقد ہو رہی تھی، اُردو اور اس کا ترجمہ عربی میں خوش خط لکھوا کر آویزاں کر دیا گیا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

شیخ عبد اللہ بن ابراہیم انصاری
ناظم امور مذہبی حکومت قطر

ادبِ اسلامی کے عناصر

ترجمہ: شمس الحق ندوی

حمد و ثنا کے بعد!

عرصہ سے آرزو و تمنا، اور دل میں بڑا اشتیاق تھا کہ اس بابرکت ندوہ میں حاضری ہوتی، جو اللہ کے فضل سے ایک شجر سایہ دار و سدا بہار ہے اور بحکم خداوندی اپنے مخلص کارکنوں کی کاوشوں سے جس کے سرخیل و روح رواں برادر محترم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ہیں، ہمہ وقت اپنا پھل دیتا رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آں موصوف کی مدح و ستائش کی چنداں ضرورت نہیں کہ ان کا قول و عمل خود ہی اس کا آئینہ دار ہے، اللہ سے دعا ہے کہ ان کو مزید توفیق و سعادت سے نوازے، ان کی عمر دراز فرمائے، ان کی مساعی جمیلہ کو کامیابی و کامرانی کے تاج سے آراستہ فرمائے کہ امت مسلمہ ان کے علم و عرفان سے تادیر بہرہ ور و مستفید ہوتی رہے۔

بھائیو! میری یہ بھی تمنا تھی کہ میں اس امت، امت مسلمہ کے

www.abulhasanalinadwi.org

علماء عظام سے ملیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس پیغام جاوداں کے لئے منتخب فرمایا ہے، جس کو اللہ کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری دنیائے انسانیت تک پہونچایا ہے جس میں نہ کالے گورے کی تمیز ہے نہ لال پیلے کی۔ اور نہ اس میں نسل و قوم ہی کی تفریق ہے، بلکہ اس کی اساس ابدی دین و تقویٰ ہے، نبی صادق و امین نے فرمایا ہے کہ وہ مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث فرمائے گئے ہیں، فرمایا کہ ان کو اللہ نے ادب سکھایا ہے اور خوب سکھایا۔ آپ کے اخلاق کریمانہ قرآنی تعلیم کے آئینہ دار ہیں، تقویٰ آپ کی سب سے کامیاب پونجی ہے فرمایا، تم میں خدا کا پاس و لحاظ رکھنے والا ہی اللہ تعالیٰ کی نظر میں محترم ہے۔

برادران اسلام! اللہ کو یہی منظور تھا کہ ہماری آپ کی ملاقات اس مبارک سرزمین پر ہو جس کے ہونہار سپوتوں نے مشعل اسلام کو وسطی جنوبی اور مشرقی ایشیا تک صدیوں روشن رکھا، اور دعوت وارشاد کے میدان میں اس سرزمین کا بڑا روشن کردار رہا ہے اس میں ایسی بھی یکتائے روزگار شخصیتیں پیدا ہوئی ہیں جن کو اسلام کی تاریخ قیامت تک نہیں بھلا سکتی۔

ہمیں ادب اسلامی کا مطالعہ کرنا چاہیئے کہ وہ ان اہم موضوعات میں سے ہے جو دیگر قوموں پر عموماً اور امت مسلمہ پر خصوصاً اثر انداز ہوتے ہیں، امت مسلمہ خصوصی طور پر اس لئے کہ اس کا احساس وشعور پختہ اور

www.abulhasanalinadwi.org

درست ہے اس کے مزاج میں رقت و نرمی، شدت تاثر، خیر و شر، عدل و ظلم، ایمان و کفر یہ وہ جذبات ہیں، جو دل کو جلا بخشتے ہیں، اور ان کو دین کے پختہ حصار میں رکھتے ہیں۔

حضرات! ادب کے مختلف پہلو ہیں جو افراد و جماعتوں پر اثر انداز ہوتے ہیں، خواہ وہ کہیں ہوں اور کچھ بھی عقیدہ رکھتے ہوں، ادب کے ساتھ ہم مسلمانوں کا کیا موقف ہونا چاہیئے، خصوصاً موجودہ دور کی حیرت انگیز علمی ترقی کے بعد جس نے مسافت و بعد مکانی کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے اور مختلف معاشرے اور سوسائیٹیاں ایک دوسرے سے اتنا قریب ہو گئی ہیں کہ اس کا تصور بھی مشکل تھا، لہذا اس صورت حال کے پیش نظر ادب کے ساتھ ہمارا کیا موقف ہونا چاہئے اور اس سلسلہ میں ہمیں کون سا طریقہ اپنانا چاہیئے۔؟

حضرات! میں اس مسئلہ میں زیادہ کلی پھندنے نہیں نکالنا چاہتا، نہ اس کی گہرائیوں میں جاکر وقت ضائع کرنا چاہتا ہوں، میں حتی الامکان منتشر و متعدد چیزوں کو جمع کرنے اور ان کو چند نقاط میں مرکوز کرنے کی کوشش کروں گا اور امید ہے کہ میں اس صحیح طریقہ کار پر روشنی ڈال سکوں گا، جو امت مسلمہ کی نئی نسل اور بعد میں آنے والی نسل کو غار ہلاکت میں گرنے سے بچانے اور صراط مستقیم کی طرف لانے کا مامون و محفوظ طریقہ ہے جس کا ہمارا دین ہمیں حکم دیتا ہے، لہذا میں اس کو ضروری سمجھتا ہوں کہ ادب اسلامی کے لئے ضوابط ہوں جو مثبت فعال طریقے

www.abulhasanalinadwi.org

اس کے مقصد کو پورا کرسکیں، وہ امور میری نظر میں حسب ذیل ہیں۔

① دین کا فکر و اہتمام

میرے خیال میں یہ سب سے اہم طاقت ور عنصر ہے جبکہ ادب اسلامی کے لئے یہ ضروری ہے کہ دینی خصوصیات کی نمائندگی کرے، اس کے حدود سے باہر نہ نکلے، نہ آزادی کے نام سے ہو، نہ قانون اور نئے نظام کے نام سے اس لئے کہ ہمارے دین نے ہمارے لیے زندگی گزارنے کا راستہ مقرر کیا ہے اور اس کے طریقے مقرر کئے ہیں جن سے انحراف کسی حال میں درست نہیں ہے، بلکہ اس بارے میں ادیب کو سخت رویہ اپنانا چاہیئے یہ بات ادیب پر لازم کرتی ہے اور ضروری قرار دیتی ہے کہ وہ بنیادی طور پر امور دینی کا حامل ہو، وہ علم و عمل دونوں اعتبار سے کتاب خداوندی کا محافظ ہو، اپنے عقیدہ کے اصول و مسائل پر قائم رہے، اس کی دعوت پورے طور پر ان چیزوں پر مرکوز ہو جن کی دین دعوت دیتا ہے، جیسے حسن اخلاق، پاک دامنی اور پاکیزہ خیالی۔ اور قلب و جسم دونوں کا رذائل و تباہ کن پراگندہ خیالی سے بلند و بالا ہونا، اس کی دعوت میں انسانوں کے ساتھ عدل و مساوات اور حق پرستی کی پوری روح پائی جاتی ہو۔ جس پر دین اسلام آمادہ کرتا ہے۔

② اخلاقی التزام

اس عنصر کا پہلے عنصر سے گہرا تعلق ہے بلکہ اس سے پہلے عنصر کی

www.abulhasanalinadwi.org

تکمیل ہوتی ہے، لہٰذا مسلمان ادیب کا فرض ہے کہ وہ امت میں افتراق کینہ اور باہم نفرت پیدا کرنے کا اسلوب نہ اپنائے اور نہ قومیت جاہلیہ کا رجحان ہی پیدا کرنے والا طرز اختیار کرے، بلکہ اس کا فرض یہ ہے کہ وہ اتحاد واخوت، باہمی ربط، میل جول اور نیکی اور بھلائی، تقویٰ اور حق کی راہ میں تعاون کی فضا پیدا کرے۔ اس سے وہ منحرف نہ ہو، بلکہ وہ ان تمام لوگوں کے سامنے سینہ سپر ہوجائے جن کے دلوں میں دعوت کو امت کے اخلاق وآداب اور اتحاد کو ختم کرنے کی طرف موڑنے کا جذبہ ہوتا ہے

(۳) اِسلامی خصوصیت

ادب اسلامی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی خصوصیات واضح ہوں اور وہ عقیدۂ توحید سے جڑا ہو، اور اسی کی عکاسی کرتا ہو، اسی کی زبان بولتا ہو، یہ بات ادیب کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے مطالعہ و تحریر کے وقت یہ شوق وجذبہ رکھتا ہو کہ وہ دوسری اقوام کے ادب کی وہی چیزیں پیش کرے جو ہمارے ذہن واخلاق سے میل کھاتی ہوں، اس کے برعکس جو چیزیں ہماری اسلامی قدروں سے ٹکراتی ہوں، ان کو چھوڑ دے اور ان کو دُور رکھے، تاکہ ہمارے نوجوان انحراف وبے راہ روی سے محفوظ رہیں، مثلاً گھٹیا ادب، یہ گھٹیا پن چاہے اخلاقی پستی کے اعتبار سے ہو، یا انارکی وبے راہ روی کی طرف دعوت کے اعتبار سے، اس کی اسلامی معاشرے میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مسلم نوجوانوں سے ایسی

www.abulhasanalinadwi.org

چیزوں کو دُور رکھنا ضروری ہے جن میں اخلاقی قدروں سے منحرف ہونے اور گمراہی میں پڑنے کا خطرہ ہو۔

④ اُمّتِ مسلمہ کو اتحادِ باہمی کی دعوت دینا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ○

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہاری قوم اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو، اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے، بے شک خدا سب کچھ جاننے والا ہے (اور) سب سے خبردار ہے۔

امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی قوم بنایا ہے اور اس کو دینی رشتہ سے مربوط کر دیا ہے، یہ رشتہ اور ربط خون کے رشتہ اور تعلق سے زیادہ پختہ و مضبوط ہے، اسلام کا رشتہ سب سے مضبوط رشتہ ہے، لہٰذا ادب اسلامی کو اس رشتہ کا لحاظ و رعایت کرنی چاہیے، ہم لوگ اگرچہ ہماری شہریت الگ الگ ہے، رنگ مختلف ہیں، اللہ کی راہ میں بھائی بھائی ہیں، ہم سب کو دین و عقیدہ کا رشتہ جوڑتا ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

ادب کا رول یہاں یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اس تعلق کو قوت بخشے اور اس کو مضبوط کرے، کوئی یہ نہ کہے کہ عربی اور عجمی، گورے اور کالے کیسے برابر ہو سکتے ہیں ؟ کیوں نہیں میرے بھائیو ! اسلام ہی ہمارا اصل رشتہ ہے بلکہ وہی ہمارے لیے باعث عزت و فخر ہے۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

أبي الاسلام لا أب لي سواه
اذا افتخروا بقيس أو تميم

(میں اسلام کا فرزند ہوں، اسلام کے سوا میرا کوئی اور باپ نہیں، جبکہ لوگ قیس اور تمیم جیسی نسبتوں پر فخر کرتے ہیں)۔

حضرات ! آج یورپ زبانوں اور خاندانوں کے اختلاف کے باوجود اتحاد کے راستہ پر ہے، اس کی زبان انگریزی ہے، اس کی فرانسیسی ہے، دوسرے کی جرمنی ہے، چوتھا اطالین ہے اور اسی طرح اس کے باوجود وہ اتحاد کے کوشاں ہیں اور پوری سنجیدگی و عزم کے ساتھ کوشاں ہیں، ان کا عزم ہمارے عزم سے پختہ ہے، کیوں ؟

کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہم حق پر اپنے ایمان میں، اہل باطل کے اپنے باطل پر ایمان کے مقابلہ میں زیادہ پختہ ہوں، اور اپنے مجد و شرف اور اسلامی سرمایہ کو غالب کرنے کے لئے عزم و اخلاص کے ساتھ پیہم کوشش کریں۔

⑤ اسلامی خصوصیات کا التزام

یہ بہت اہم عنصر ہے اس میں فخر نخوت پائی جاتی ہے، ہمیں یورپ کے انداز کے نام نہیں رکھنا چاہئے نہ ہمیں اس کو اپنے دین اسلامی سے منطبق و قریب کرنا چاہیئے اور اس سے ملانا چاہئے جب کہ اسلام اس سے کہیں بلند اور اونچا ہے۔ ہم ایسی قوم ہیں جس کی اپنی قدریں اور خاص شعار ہے، ہمیں اپنی قدروں پر مضبوطی سے جمے رہنا چاہئے، ان چیزوں کو اپنانے میں جلدی نہ کرنا چاہئے جو کفار واہل باطل کی عقلوں کی پیداوار ہیں، جیسے سوشلزم، اشتراکیت یا آزادی بیجا، اور پھر اسی میں ہم نجات کے خواہاں ہیں اور اپنی قوم کو ناکام تجربوں کی آزمائش میں نہ ڈالیں جس کا نتیجہ معاشرہ کا فساد اور بگاڑ ہو اور قوم مشکل وحیرانی سے دوچار رہو۔

حضرات! اسلام وہی اسلام ہے، وہ اللہ کی مضبوط رسی ہے، ہمارے لئے زیبا نہیں کہ اسلام کے علاوہ کسی اور چیز پر فخر کریں، اور اسلام کے علاوہ کسی اور چیز میں خیر و سعادت تلاش کریں، ہم میں سے جو شخص اسلام کے علاوہ کسی چیز پر فخر کرے گا، خدا اسے ذلیل کرے گا، جو اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اپنائے گا وہ نامقبول ہوگا۔ لہٰذا ادب اسلامی کو اسلامی خصوصیات اور اس کے نام سے موسوم ہونے والی چیزوں کا محافظ ہونا چاہئے، ہم اس کو کسی اور دعوت سے نہیں ملائیں گے، خواہ اس میں کتنی ہی ظاہری چمک دمک پائی جاتی ہو کر زہر اکثر مزے دار چیز میں ہوتا ہے، ہم الحمد للہ

www.abulhasanalinadwi.org

ان چیزوں سے بے نیاز ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین میں ایسے ذخیرے رکھ دیئے ہیں جن میں مرورِ زمانہ کے باوجود خیر و برکت موجود ہے، ہمارا دین برحق ہے، ہماری کتاب ہر عہد اور ہر جگہ کے لئے کافی و موزوں ہے جو اس پر عمل پیرا ہوگا یہ کتاب اس کے تمام حالات و مسائل کو دُرست کرے گی۔

(۶) اُمّت کی سچی تصویر پیش کرنا اور اُسکی خوبیوں کو اُجاگر کرنا

دُنیا کا کوئی ایسا ادب نہیں ہے جس میں اس سلسلہ میں کارنامے نہ ہوں، ہم مسلمان ایک قوم ہیں خواہ ہمارے رنگ روپ اور زبان میں اختلاف ہو، لہذا مسلمان ادیب کا فرض ہے کہ وہ اُمت کے صحیح حال اور خد و خال کی تصویر کشی کرے، اس کی خامیوں اور بیماریوں پر بے لاگ تبصرہ کرے اور دین کی صحیح تعلیمات کی روشنی میں اس کا علاج و حل پیش کرے، دوسروں کو خوش کرنے کے لئے دین میں ذرا بھی تحریف نہ کرے۔ ہم شاعر کے اس شعر کا مصداق نہ بنیں ؎

نرقّع دنیانا بتمزیق دیننا
فلا دیننا یبقی ولا ما نرقّع

(ہم اپنے دین پر بٹہ لگاکر اپنی دُنیا بناتے ہیں، نہ دین ہی باقی رہتا ہے نہ دُنیا ہی ملتی ہے)۔

اسی طرح ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ دوسروں کے مرض کی دوا بتانے سے قبل اپنا علاج کریں، ورنہ ہم شاعر کے اس شعر کا مصداق

www.abulhasanalinadwi.org

بنیں گے ؎

یا ایھا الرجل المعلّم غیرہ
ھلا لنفسک کان ذا التعلیم
تصف الدواء لذی السّقام
وذی الضنا کیما یصح وانت سقیم

(اے دوسروں کو سکھانے والے تو اپنے آپ کو کیوں نہیں سکھاتا۔ کمزوروں اور بیماروں کو دوا بتاتے ہو کہ وہ اچھے ہوں اور تم خود بیمار ہو)

تاریخ اسلام عمدہ اور زندہ وتابندہ اور انسانیت کی بہترین نمائندگی کرنے والے واقعات سے بھری پڑی ہے، تو کیا ہم اپنے بچوں کی تربیت اسی کی روشنی میں نہ کریں اور ہماری تاریخ میں جن کارہائے نمایاں کے نقوش اور تہذیب وثقافت کی جو قدریں ہیں، اس کے لئے اپنے بچوں کی آنکھوں اور دلوں کو کھول نہ دیں، کہ ان کا گیت وترانہ، ان کے قصے اور تخیلات دین ودنیا دونوں اعتبار سے ادب اسلامی کا عکس ہوں، جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

حرض بنیک علی الآداب فی الصغر
کیما تقر بھم عیناک فی الکبر
وانما مثل الآداب تکسبھا
فی عنفوان الصبا کالنقش فی الحجر

(اپنے بچوں کو بچپن سے ادب سکھاؤ، تاکہ بڑی عمر میں ان سے تمہاری

www.abulhasanalinadwi.org

آنکھیں ٹھنڈی ہوں، بچپن میں تم جو ادب سکھاتے ہو اس کی مثال پتھر میں نقش بنانے کی ہے، جو کبھی مٹتا نہیں)

⑦ ادبِ عربی کا پڑھنا

عربی زبان ہی اسلام کی زبان ہے، قرآن کریم اسی زبان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، مسلمان عربی زبان پڑھے اور سمجھے بغیر اس دین کی عظمت، قرآن کریم کی خوبی وکمال بلاغت نیز حدیث شریف کی حلاوت وشیرینی کو نہیں محسوس کرسکتا، لہٰذا ادبِ اسلامی کے لئے ضروری ہے کہ اس زبان کو اپنا میدان بنائے، اور اس کے الفاظ تعبیرات دوسری زبانوں میں شامل کرے، یہ بات اس کی متقاضی ہے کہ اسلامی ادیب مختلف عہدوں کے عربی اشعار کا مطالعہ کرے کہ وہ عربوں کی کتاب زندگی ہے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں اور اسی سے عربی الفاظ کے شواہد ملتے ہیں اور یہ بھی آیا ہے کہ شعر میں حکمت ودانائی پائی جاتی ہے۔

ایسے ہی ہم کو چاہیے کہ بچپن ہی سے اپنے لڑکوں کو قرآن کریم حفظ کرنے پر آمادہ کریں کہ وہ اللہ کا خوانِ نعمت ہے جس طالب علم کے سینے میں قرآن کریم ہوگا اس کو فصاحت وبلاغت یقیناً حاصل ہوگی، اور یہ دونوں چیزیں اس کی خوبی وکمال بن جائیں گی۔

حضرات!

میں نے بقدر استطاعت یہ کوشش کی ہے کہ موضوع کے

www.abulhasanalinadwi.org

مختلف پہلوؤں کو بہت ہی اختصار کے ساتھ چند عناصر میں جمع کردوں کہ بہتر بات وہ ہے جس کے الفاظ کم ہوں اور معانی زیادہ ہوں جیسا کہ لوگ کہتے ہیں۔

شاید میں نے جو عناصر گنائے اور بیان کئے ہیں ان میں کسی قدر ادب کا حق ادا کیا ہے تاکہ وہ ادب اسلامی کے لئے دستور و طریقۂ کار بنے، اور شاید یہی امت مسلمہ کے متحد ہونے کا ذریعہ بنے، تاکہ وہ اپنی زندگی کے ان خطرناک حالات میں دیگر قوموں کے سامنے چٹان بن کر کھڑی ہوجائے اور مسلمان اپنی قوت و مضبوطی میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے مانند ہوجائیں کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کو پختگی و مضبوطی بخشتا ہے، وہ جسم واحد بن جائیں کہ اگر ایک عضو کو تکلیف ہوئی تو پورا جسم اس کی کسک محسوس کرتا ہے اور بخار و بے خوابی میں مبتلا ہوجاتا ہے، ہم کب اس منزل کو پہونچیں گے، ممکن ہے یہ منزل جلد آجائے کہ اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔

اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں خیر و بھلائی کی طرف لے جائے اور سیدھا راستہ دکھائے۔ درود و سلام ہو اللہ کے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ کے آل و اصحاب پر اور تابعین کرام پر ہمیشہ ہمیش۔

والسلام علیکم

www.abulhasanalinadwi.org

مذاکرۂ ادبیاتِ اسلامی
میں پیش کئے گئے مقالات

عربی کے مقالات

(۱) الادب الاسلامی وعناصرہ الممیزة
لفضیلة الشیخ عبداللہ الانصاری

(۲) نحو ادب اسلامی معاصر
للدکتور عبدالرحمٰن رأفت باشا

(۳) الشخصیة الاخلاقیة للادب العربی
للدکتور احمد فرج عید عقیلان

(۴) دور ندوة العلماء فی الادب الاسلامی (ترجمہ از اُردو)
للاستاذ شمس تبریز خاں

(۵) دور المؤرخین فی الادب الاسلامی
للاستاذ محمد یونس النجرامی الندوی

(۶) الادب کما یریدہ الاسلام
لفضیلة الشیخ محمد مصطفیٰ المجذوب

www.abulhasanalinadwi.org

۷) ملاحظات حول تعريف الادب الاسلامی
للدکتور عبدالباسط بدر

۸) الخصائص الایمانیة للادب الاسلامی
للاستاذ عدنان النحوی

۹) الصحافة الاسلامیة فی القرن العشرین و دورها فی الادب الاسلامی (ترجمہ از اردو)
للاستاذ محمد حمزہ الحسنی الندوی

۱۰) اختیار النصوص الادبیة من وجهة النظر الاسلامیة
للاستاذ عبدالحمید غراب

۱۱) اختیار النصوص الادبیة من وجهة النظر الاسلامیة
للشیخ محمد سلطان ذوق الجاٹگامی

۱۲) المجامع الاسلامیة و مراکز الادب الاسلامی فی کیرالہ
للشیخ محمد فیضی

۱۳) ادب المواعظ والخطب فی العهد الاموی
للدکتور عبدالحلیم الندوی

۱۴) شعر الجهاد فی مقاومة الغزو المغولی
للاستاذ مامون فریز جرار

۱۵) روائع من ادب التراجم والطبقات
للاستاذ عبداللہ الحسنی الندوی

۱۶) الحرکات الهدامة فی النقد العربی الحدیث
للدکتور احتشام احمد الندوی

۱۷) مبادی فی الادب والدعوة
للشیخ عبدالرحمن حسن حبنکہ المیدانی

۱۸) منهج التربیة الاسلامیة فی ضوء الکتاب والسنة
للشیخ عبداللہ العلی المحمود وقد ھیانیابۃ عنہ الشیخ علی بن صالح الحویتی

۱۹) الحاجة الی تدوین جدید لتاریخ الأدب العربی
للدکتور حسین عطوان

www.abulhasanalinadwi.org

(٢٠) تحدّيات التغريب التی تواجه الأدب العربی المعاصر
للاستاذ انور الجندی

(٢١) کلمات وکتابات الامام ابن الجوزی من روائع ادب المواعظ
للدکتور غریب جمعه

(٢٢) ادب الصحوة الاسلامیة
للاستاذ واضح رشید الندوی

(٢٣) القرآن الکریم واللغة العربیة
للدکتور جمیل سعید

(٢٤) موقف الاسلام من الشعر
للدکتور عبد اللہ علی الحامد

(٢٥) من اسالیب التربیة النبویة
للدکتور علی جمار

(٢٦) الأدب الاسلامی فی التراث التاریخی والجغرافی
للدکتور محمد فتحی عثمان

(٢٧) بیئات الشعر الاسلامی فی زمن رسول الله صلی الله علیه وسلم
للدکتور یحیی الجبوری

(٢٨) ادب الدعوة الاسلامیة
للاستاذ بدر الحسن القاسمی

(٢٩) دراسة الکتب الدینیة فی ضوء الادب
للاستاذ محمد ہاشم القاسمی

(٣٠) تاثیر الاسلام علی اللغة الاردیة
للدکتور محمد حسان خان

(٣١) اللغة العربیة فی موکب الاسلام
للاستاذ ثابت ادریس الخلیب

(٣٢) مفهومات اولیة عن الادب الاسلامی
للدکتور عباس محجوب محمود

www.abulhasanalinadwi.org

(٣٣) تاثير الاسلام على اللغات الشرقية
للدكتور فواد فخر الدين

(٣٤) شعر الصحابة مدى العناية به
للشيخ عبد العزيز الرفاعي

(٣٥) اللغة العربية واثرها على اللغة الكجراتية
للاستاذ محمد عبد الله السورتي

(٣٦) المكانة الادبية لكتابات ومؤلفات الامام الدهلوي
للاستاذ سعيد الأعظمي الندوي

(٣٧) ادب التنكيت الاسلامي في اللغة الاردية
للسيد محمد صدر الحسن الندوي

(٣٨) الأدب العربي والحديث النبويّ
للسيد محمد ظفر الهاشمي الندوي

(٣٩) نظرة اجمالية على تاريخ النقد العربي من وجهة النظر الاسلامية
للدكتور السيد ابراهيم الندوي

(٤٠) مؤثرات اجنبية في جوانب من منهج تربية الناشئة من الأدباء
للدكتور محمد عيسى سعد الحارثي

(٤١) كعب بن زهير نسبهٗ وشعرهٗ
للشيخ ابو المحفوظ الكريم المعصومي

(٤٢) الأدب الاسلامي ربيع للادب العربي
للشيخ محمد سعيد المجددي

(٤٣) وسائل نشر اللغة العربية في البلاد الاسلامية
للدكتور زكريا البري وزير الاوقاف المصري

(٤٤) الاقليات الاسلامية ودور اللغة في ربطها بالعالم الاسلامي
للدكتور عبد الله عبد الشكور كامل

(٤٥) في وحدة التراث الاسلامي وخصائصه
للدكتور محمد صالح جمال بدوي

www.abulhasanalinadwi.org

۴۶ الادب الاسلامی والحیوٰۃ
للشیخ محمد الرابع الحسنی الندوی

۴۷ دور الصحافۃ الاسلامیۃ فی العہد الحاضر (ترجمہ از اردو)
للدکتور محمد اشتیاق حسین قریشی

۴۸ کتب التفسیر وقیمتہا الادبیۃ
للدکتور عبداللہ عباس الندوی

عربی قصائد

۱ الشیخ عبدالعزیز احمد الرفاعی
۲ الدکتور زاہر عواض الألمعی
۳ الشیخ احمد فرح العقیلان
۴ الشیخ محمد مصطفیٰ المجذوب
۵ الشیخ احمد محمد صدیق
۶ الشیخ عبداللہ ابراہیم الأنصاری
۷ الشیخ محمد ناظم الندوی
۸ الاستاذ عبداللہ علی الحامد
۹ الاستاذ عدنان النحوی
۱۰ الاستاذ مأمون فریز جرار

(سیمینار آفس کو بہت سے غیر موجود مندوبین کے قصیدے بھی ملے جن میں سب سے اہم الجزائری شاعر محمد الأخضر السائحی کا ہے۔)

اردو، انگریزی و فارسی کے مقالات

۱ AL-QURAN: A NATURAL PHENOMENA
Sami Siddiqui

۲ قرآن مجید کے بعض اسالیب
——— جناب ضیاء الدین اصلاحی ———

www.abulhasanalinadwi.org

(۳) قرآن اور ادب

جناب محی الدین احمد صاحب

(۴) حضرت ولید بن عقبہ اموی کی شاعری: اپنے تاریخی مناظر میں

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی ندوی

(۵) اسلامی تہذیب و تمدن

جناب اطہر حسین صاحب

(۶) ابن جوزی کی تحریروں کی ادبی حیثیت

ڈاکٹر محمد راشد ندوی

(۷) اسلامی نصاب تعلیم میں ادب کی حیثیت

مولانا ظفیر الدین مفتاحی

(۸) اسلامی صحافت اور دورِ جدید کے تقاضے

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

(۹) بیسویں صدی میں اسلامی صحافت اور اس کا کردار

مولوی سید حمزہ حسنی ندوی

(۱۰) اردو پر اسلامی اثرات

جناب ظفر احمد صدیقی ندوی

(۱۱) بیسویں صدی کے نصف اوّل میں خودنوشت عربی سوانح عمریاں

ڈاکٹر مسعود الرحمٰن خاں ندوی

(۱۲) ہندوستان اور عربی نعت گوئی

ڈاکٹر اعجاز احمد ندوی

(۱۳) نفوذ اسلامی در زبان و فرہنگ بنگالی

پروفیسر عطا کریم برق

(۱۴) دبستان ندوۃ العلماء کے ادبی تصورات

مولانا شمس تبریز خاں

(۱۵) ISLAMIC BACKGROUND OF INDIA - PERSIAN POETRY

ڈاکٹر وارث کرمانی

(۱۶) عربی نعت گوئی اور شیخ بوصیری

ڈاکٹر قاری رضوان اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

(۱۷) MEDICAL TERMINOLOGY IN CLASSICAL ARABIC AND ITS INFLUENCE UPON LATIN

—— ڈاکٹر ماجد علی خاں ——

(۱۸) اسلام کا معاشرتی نظام

—— عبدالرقیب عطاء اللہ السلفی ——

(۱۹) اسلامی نظام تعلیم میں ادب کی اہمیت

—— مولانا محمد سالم قاسمی ——

(۲۰) شاعر نبیؐ، حسانؓ بن ثابت انصاریؓ

—— ڈاکٹر محمد اقبال انصاری ——

(۲۱) ISLAM AND THE ORIENTALISTS

—— قاضی عبدالحمید (اندور) ——

(۲۲) MOHAMMAD IN THE LIGHT OF THE QURAN

—— قاضی فاروق حسن ——

(۲۳) اسلامی ادب کا "موضوع بیان"

—— ڈاکٹر فضل الرحمن ندوی ——

(۲۴) اقبال فلک مشتری پر

—— پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی ——

www.abulhasanalinadwi.org

تجاویز وسفارشات

بین الاقوامی مذاکرہ - ادبیات میں اسلامی تصور

منعقدہ جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار، ۱۱؍ ۱۲؍ ۱۳؍ جمادی الاخری سنہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۷؍ ۱۸؍ ۱۹؍ اپریل سنہ ۱۹۸۱ عیسوی

مقام: دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ (ہندوستان)

مذاکرۂ علمی بسلسلہ ادبیاتِ اسلامی کے جلسہ کے آخری روز ادبیاتِ اسلامی کے سلسلہ میں ضروری سفارشات و تجاویز مرتب کرنے کے لیے ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی، جس نے ان تمام مقالات اور موصول شدہ تجاویز کا مطالعہ کر کے سفارشات مرتب کیں جو اس روز شام کے جلسہ کے اختتام پر تمام حاضرین کے سامنے سنائی گئیں اور جلسہ نے تصدیق کی۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان سفارشات کو مرتب کرنے والی کمیٹی میں حسب ذیل
ارکان تھے:

(۱) عزت مآب شیخ عبدالعزیز الرفاعی نائب صدر مذاکرہ علمی، ریاض
(۲) ڈاکٹر محمد فتحی عثمان ڈائرکٹر شعبۂ تحقیقات امام محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض
(۳) ڈاکٹر یحییٰ جبوری صدر شعبۂ علوم انسانیہ قطر یونیورسٹی، دوحہ قطر
(۴) ڈاکٹر عبداللہ عبدالشکور کامل نائب وزیر اوقاف وامور اسلامی مصر
(۵) ڈاکٹر عجاج الخطیب صدر شعبۂ حدیث ابوظبی یونیورسٹی عرب امارات
(۶) واضح رشید ندوی استاد شعبۂ عربی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

الحمد للہ، والصلوٰۃ والسلام لرسول اللہ: ادب اسلامی پر بین الاقوامی مذاکرات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ (انڈیا) میں ۱۱ر سے ۱۳ر جمادی الآخرہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۷ر سے ۱۹ر اپریل ۱۹۸۱ء تک دارالعلوم ندوۃ العلماء کی دعوت پر لکھنؤ میں منعقد ہوتا رہا۔

اسلامی ادب پر اس بین الاقوامی مذاکرہ میں شرکت کرنے والے ارکان مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی الندوی مدظلہ العالی کی خدمت میں خراج عقیدت دلی جذبۂ شکرگذاری کے ساتھ پیش کرتے ہیں، اور اس مذاکرہ کی دعوت دینے اور ادب اسلامی کی اہمیت کو واضح کرنے کے سلسلے میں، جو انھوں نے پیش قدمی کی ہے، اس کو عظمت واحترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ارکان دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے شکرگذار ہیں کہ انھوں نے

www.abulhasanalinadwi.org

اعلیٰ مہمان نوازی، گرانقدر ضیافتوں اور کریمانہ برتاؤ سے ہماری پذیرائی کی، اور ہم اراکین بین الاقوامی مذاکرۂ علمیہ، اللہ تبارک وتعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ مفکر ومربی عظیم المرتبت شیخ (مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی) کو تادیر سلامت رکھے، صحت وعافیت سے نوازے، تاکہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی خاطر اپنی مبارک جدوجہد جاری رکھ سکیں۔

اس مذاکرہ میں شرکت کرنے والے ہم اراکین دارالعلوم ندوۃ العلماء کی کوششوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں کہ اس نے آئندہ آنیوالی نسلوں کے لئے اسلامی کردار کی حفاظت کرنے میں کامیاب کوششیں کیں اور اسلام کی دعوت، اسلامی علوم اور عربی زبان کو پھیلانے میں قابل قدر کارنامہ انجام دیا ہے، نیز اس ملک کے دوسرے تعلیمی اداروں اور مدارس کی خدمات کو بھی خراج عقیدت پیش کرتے ہیں جنھوں نے اس ملک میں اس طرح کی کوششیں انجام دی ہیں، اور ہم اراکین عرب اور مسلم حکومتوں اور تعلیمی اداروں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ لکھنؤ کے دارالعلوم ندوۃ العلماء کو مضبوط کریں اور ہندوستان کے دوسرے تعلیمی اداروں کی مدد کریں جو دینی تعلیم اور عربی زبان کی خدمت انجام دیتے ہیں اور اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ ان اداروں کی ایسی مدد کرتے رہیں جس سے ان کی سرگرمیوں کا دائرہ اور وسیع ہو، امکانیات میں اضافہ ہو اور معیار بلند ہو۔

اراکین مذاکرہ نے جمعہ ۱ رجمادی الاخری کی صبح سے لے کر

www.abulhasanalinadwi.org

۱۳ر کی شام تک ہونے والے صبح و شام کے جلسوں میں شرکت کی، اور جو مقالات اراکین مذاکرہ نے پیش کئے انھیں سُنا اور ان پر جو بحثیں ہوئیں ان میں دلچسپی لی اور ان کی روشنی میں حسب ذیل سفارشات پیش کرتے ہیں۔

(اوّل) اسلامی ادب کے دائرۂ کار میں توسیع اور اس کی عمومی ہمّت افزائی

(۱) ادب کے محققین اور اسکالرس کو متوجہ کیا جائے کہ وہ ادب اسلامی کے مفہوم کو نمایاں کریں اور ادب کے بارے میں اسلام کے موقف کو واضح کریں اور یہ دکھائیں کہ سوسائٹی اور طرز فکر کی تعمیر کے لئے اسلام کے ڈھانچے میں ادب کا کیا مقام ہے۔

(۲) ان محققین اور اسکالرس کو متوجہ کیا جائے کہ اسلامی صحیح نظریہ کے مطابق ادب عربی کی تاریخ مُرتب کریں اور اسلامی ادب کی تاریخ پیش کریں اور تنقید کے اسلامی طرز کو واضح کریں۔

(۳) اس بات کی کوشش کی جائے کہ ادب اسلامی کی جو کتابیں عربی یا دوسری زبانوں میں شائع ہوں یا موجود ہوں، ان کی فہرست شائع کی جائے اور لائبریری کے تعارفی کیڈ لاگس اور ببلوگرافس کو وقت کی پابندی کے ساتھ شائع کیا جائے اور یہ ششماہی اور سالانہ پرچے نئے

www.abulhasanalinadwi.org

کاموں سے آگاہ کریں اور ان کی جستجو جاری رکھیں۔

(۴) معاصر اسلامی ادب پر توجہ دینے اور ان کو پھیلانے، پیش کرنے اور ان کا فنی جائزہ لینے، اور بامقصد تنقید کے ذریعے ان کو نکھارنے کی پوری کوشش کی جائے اور ان کو ہر ممکن وسائل سے عام کرنے اور ان کی ہمت افزائی کی کوشش کی جائے۔

(۵) تعلیمی اور ثقافتی اداروں خواہ وہ حکومت کے ہوں یا عوامی ہوں، انھیں اس پر مائل کیا جائے کہ افراد کی انفرادی ادبی قوتوں کو بروئے کار لانے کے لئے ان کی ہمت افزائی کریں اور انھیں اسلامی رُخ پر لگائیں اور ایسے افسانے، ڈرامے اور سلسلہ وار ادبی تحریروں کو پیش کرنے کے لئے انعامی مقابلے ترتیب دیئے جائیں جن کا اسلامی قدروں پر دارومدار ہو اور کامیاب ہونے والے کی ادبی کاوشوں کو شائع کرنے اور اس پر انعام دینے کا سلسلہ جاری کیا جائے۔

(۶) ادب اسلامی کو فروغ دینے کے لئے ایک مستقل سکریٹریٹ قائم کیا جائے اور دارالعلوم ندوۃ العلماء سے گذارش کی جائے کہ وہ اس کی ذمہ داری قبول کرے، اور یہ سکریٹریٹ اس مذاکرہ اور آئندہ ہونے والے اجتماعات کی تجاویز وسفارشات کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے، نیز مناسب مدت کے بعد اس طرح کے ادبی اجتماعات مختلف اسلامی ملکوں میں کرنے کا خاکہ بنائے اور تمام ادبی، ثقافتی اور علمی محکموں سے جو مختلف اسلامی ملکوں میں ہیں، یہ اپیل کرے کہ اس طرح کے ادب اسلامی پر مذاکرات

www.abulhasanalinadwi.org

کی مجلسیں منعقد کرنے کی سہولتیں فراہم کریں۔

(دوم) ادب اسلامی کی تعلیم کا میدان

(۱) اسلامی ممالک کی یونیورسٹیز کو اور دوسرے تعلیمی اداروں کو دعوت دی جائے کہ نصاب تعلیم کی پلاننگ میں ادب اسلامی کے مجوزہ مواد کو جگہ دی جائے اور اس کے تفصیلی اصول واضح کئے جائیں جن میں ادب اسلامی کا مفہوم، اس کا دائرہ کار اور اس کا رُخ متعین ہو اور ایسے حقیقی نمونے پیش کئے جائیں جو اسلامی ادب کی صحیح نمائندگی کرتے ہوں، ان یونیورسٹیز کو اس بات کی بھی دعوت دی جائے کہ اعلیٰ ڈگری کے حصول کے لئے جو طلبا رکام کرنا چاہیں انھیں ایسے موضوع کو منتخب کرنے پر مائل کیا جائے جن کا تعلق اسلامی ادب سے ہو۔

(۲) مسلم اور عربی ممالک کی یونیورسٹیز کو دعوت دی جائے کہ اسلامی ادب کے شعبے یا سنٹر کھولیں جو تحقیق کے لئے عملی خاکہ (SYNOPSIS) تیار کرے اور اس موضوع پر سیمینار اور کانفرنس بلائے جو اس سلسلہ کے مسائل پر بحث کرے اور طریق کار کا تعین کرے، اور یہ درس گاہیں اس معاملہ میں ایک دوسرے کا آپس میں تعاون کریں، مزید یہ کہ عرب یونیورسٹیز کے متحدہ ادارے اور اسلامی یونیورسٹیز کے متحدہ ادارہ سے اپیل کی جائے کہ وہ تعاون کے جتنے ممکن پہلو ہیں ان کے ذریعہ اس مقصد کو کامیاب کرنے میں مدد دیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

③ اسلامی ممالک کی یونیورسٹیز کو دعوت دی جائے کہ مسلم اقوام کی زبانوں اور ان کے ادب کو درسیات میں جگہ دیں، اور تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ آنے والی نسلوں کو مسلمانوں کے ادب و ثقافت کا علم رہے اور ان کی مختلف زبانوں اور مقامی تہذیب کو سمجھیں اور خاص طور سے تہذیب و ثقافت کے وہ پہلو جن کا اسلامی قدروں سے تعلق ہے۔

④ ادب کے نصاب پر نظر ثانی کی جائے اور ہر مرحلۂ تعلیم کا علیحدہ نصابی پروگرام تجویز کیا جائے تاکہ یہ نصاب اور تعلیمی پروگرام نوخیز مسلمان طالب علم کے اندر اسلامی احساس کو بڑھانے اور دین کی عظمتوں سے واقف ہونے کے جذبہ کو فروغ دے سکے اور ان میں تندرست ذوق جمال پرورش پائے جو ان کی عمر کے مطابق اور فکری اور نفسیاتی ضرورت کو پورا کرنے والا ہو۔

سوم اسلامی ادب کی اشاعت اور اسلامی ادباء کی کوششوں کو ہم آہنگ کرنا

① اسلامی ادب کے ایسے بلند نمونے منتخب کئے جائیں جو ہماری ادبی وراثت کے نمائندہ ہوں، اور ان قدروں کو سامنے لے آیا جائے جو اس کی اصل روح ہے اور اس کے علامتی نشان اور خد و خال کو واضح کیا جائے، جو اسے دوسرے ادبی نمونوں سے ممتاز کرتا ہو تاکہ

www.abulhasanalinadwi.org

بہ یک وقت تہذیب اخلاق اور تعلیم ادب دونوں کا کام کریں۔

(۴) اسلامی ادیبوں کو دعوت دی جائے کہ فنون ادب میں جو مفید اور قابل قبول چیزیں ہیں ان سے فائدہ اُٹھائیں۔ علمی مقالے، افسانے، ناول اور ڈرامے جو اسلامی ادب کو پیش کریں انہیں اختیار کیا جاسکتا ہے اور نشر واشاعت کے ذرائع (Information Media) خواہ وہ صحافت ہو یا تصویر یا بے تصویر ریڈیو ہو، اور ادبا اس کے ساتھ اپنے فرض کو صحیح طور پر انجام دیں گے جس سے مسلمانوں کے ذہن کی نگہداشت ہو اور ان کے فہم میں کوئی کجی نہ پڑنے پائے اور اسلامی فکر اور اس کی مجتہدانہ شان باقی رہے، اور ادب اسی مرکز سے پھوٹے۔

مبلغین اسلام کو یاد دلایا جائے کہ 'حکمت وموعظت حسنہ' کا مطلب ادب ہے، لہٰذا انھیں اپنے وعظ ونصیحت کے موقعہ پر خوش گفتاری، شگفتہ بیانی اور فصاحت وبلاغت کے راستے نہ چھوڑنا چاہیے تاکہ ان کی باتیں کانوں کو بھلی معلوم ہوں اور دلوں کو پسند آئیں، اور ان کا دائرۂ عمل وسیع ہو، اور انھیں چاہیے کہ حسن تعبیر اور حسین طرز بیان کو نفس پرستوں اور شر وفساد کے داعیوں کے لئے نہ چھوڑ دیں کہ وہ اپنی من مانی کریں بلکہ اسلامی ادب کے حامیوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے حق کے ذریعہ غیروں کے باطل کا مقابلہ کریں اور اسے شکست دیں اور موجودہ ادبی انحراف کو کار آمد ادب کے ذریعہ بدل دیں جو لوگوں کے لئے نفع بخش ہو اور دنیا کے لئے پائدار ثابت ہو۔

www.abulhasanalinadwi.org

③ نشر و اشاعت کے جو مسلم ادارے موجود ہیں ان کے ذریعہ قدیم ادبی سرمائے اور معاصر ادبی کاوشوں کو شائع کرنے کی کوشش کی جائے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اس بات کو ذہن میں رکھا جائے کہ ہمارا اگلا قدم یہ ہوگا کہ ہم ایک مخصوص دار النشر اس غرض کے لئے قائم کریں اور ایک اسلامی ادب پر رسالہ نکالیں، اور دار العلوم ندوۃ العلماء سے شائع ہونے والے رسالہ البعث الاسلامی کو اس کام کی انجام دہی میں مددگار بنایا جائے۔

④ کوشش کی جائے کہ ادب اسلامی کے شہ پاروں کو عربی سے ترجمہ کر کے دوسری مسلم زبانوں میں پیش کیا جائے اور جو ان زبانوں میں ادبی سرمائے ہیں انھیں عربی میں منتقل کیا جائے اور ان کو دوسری زندہ زبانوں میں روشناس کرایا جائے۔

⑤ اہل خیر مسلمانوں کو متوجہ کیا جائے کہ نیکی اور ثواب کے کاموں کے مختلف راستے ہیں اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ثواب کا کام یہ ہے کہ اسلام کی دعوت و تبلیغ پر پیسہ خرچ کیا جائے، اور اسلامی علوم، مسلم زبانوں اور دینی کتابوں کے پھیلانے پر اور جو ادارے یہ خدمت انجام دے رہے ہیں ان کے استحکام پر خرچ کیا جائے۔

⑥ اسلامی ادیبوں کو اس بات کی دعوت دی جائے کہ وہ اپنے آپس کے تعلقات کو مستحکم کریں اور اپنی ادبی کاوشوں کو باہمی اتفاق سے اس طرح مربوط رکھیں کہ ایک دوسرے سے ضد اور ٹکراؤ کی شکل نہ پیدا ہو اور اس مقصد کے حصول کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ایک بین الاقوامی

www.abulhasanalinadwi.org

کیا جائے جس کی سرگرمیوں میں یہ بات داخل ہو کہ ادبِ اسلامی کے ممتاز
اہل قلم کرنے والوں کو اعزازات اور ہمت افزائی کے طور پر انعامات دیں اور یہ
انعامات سالانہ ہوں یا مناسب مدت مقرر کی جائے اور انعامات کے لئے
رقم حکومتی اداروں اور دینی چندوں اور دوسرے جائز آمدنی کے ذریعہ
فراہم کی جائے۔

(پنجم) دینی تعلیم کا نصاب، بچوں، نوخیزوں
اور نوجوانوں کے لئے اسلامی لٹریچر

(١) ایک منصوبہ کے تحت اسلامی کتابوں کا ایک سلسلہ شائع کیا جائے
جن میں اسلام کے بنیادی امور، عقیدہ اور شریعت کا بیان ہو اور اسلامی
اخلاق اور تاریخ اسلام کے مضامین ہوں تاکہ جہاں جہاں بھی مسلمان خاندان
آباد ہیں خصوصاً جہاں وہ اقلیت میں ہیں یا دور دراز غیر مسلم حکومتوں کے
تحت مہاجر بن کر زندگی گذار رہے ہیں ان کی دینی ضرورتوں کو یہ کتابیں
پورا کرسکیں۔ اس مقصد کے لئے جدید ذرائع ابلاغ اختیار کئے جاسکتے
ہیں جیسے ٹیپ، کیسٹ، یہ اب دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک میں صرف
آواز ہوتی ہے، دوسرے مع تصویروں کے ہوتے ہیں (ویڈیو)، اسلامی
تہذیب اور دینی دعوت کو ذہن نشین کرنے کے لئے ان ایجادات سے
فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اس سلسلہ میں جو پیش قدمی کی جاچکی ہے اس کی

www.abulhasanalinadwi.org

ہمت افزائی کی جائے۔

(۲) غیر مسلم ممالک میں جہاں مسلمانوں کی بڑی تعداد پائی جاتی ہے وہاں دینی مدارس قائم کیے جائیں جن کا معیار بلند ہو اور ان کے اندر دینی جذبہ پیدا کرنے کی صلاحیت ہو، ان مدارس کا نصاب ایسا تجویز کیا جائے جس میں اسلامی تعلیمات اور عربی زبان کو مرکزی حیثیت حاصل ہو، جن غیر مسلم ممالک میں یہ مدارس قائم ہوں وہاں کے مقامی قوانین اور ضروریات کا بھی لحاظ رکھا جائے (بشرطیکہ وہ دینی مطالبات کے خلاف نہ ہوں)۔ بچوں کے لیے 'کنگ گارڈن اسکول' کے طرز کے مکتب قائم کیے جائیں جہاں اسلامی اخلاق و آداب کی تربیت کا نظم ہو اور جہاں معصوم بچے ہوش سنبھالتے ہی دین کو عملی شکل میں دیکھیں، اس غرض کے لیے اسلامی ممالک سے اپیل کی جائے کہ وہ افراد اور مال دونوں ذرائع سے ایسے مراکز کی مدد کریں۔

(۳) بچوں، نوعمر لڑکوں اور نوجوانوں کے لیے خصوصی طور پر اسلامی ادب پر کتابیں تیار کی جائیں اور متنوع قسم کے ذرائع ابلاغ سے کام لیا جائے، جن لوگوں کو اس فن میں مہارت ہو یا جن کے اندر قدرتی طور پر نوخیز نسل کی نفسیات سے آگاہ ہو کر لکھنے کا سلیقہ ہے، ان سے اس طرح کے سلسلۂ کتب تیار کرنے یا اس میں حصہ لینے کی اپیل کی جائے، نیز صرف نئی نسل کے نوجوانوں کو اس طرح کی چیزیں پڑھنے کی ترغیب دی جائے اور اسلامی ادب و ثقافت پر جو مواد کسی اور ذریعہ سے پیش کیا جائے اس سے فائدہ اٹھانے کا شوق ان کے اندر پیدا کیا جائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

پنجم: عربی زبان کی تعلیم اور اسکی نشر و اشاعت

(١) عربی زبان اور اسلامی ثقافت کو عموماً ساری دنیا میں رائج کرنے کی جد و جہد کی جائے اور خصوصاً اسلامی ممالک میں اس کی حیثیت مضبوط ترین بنانے کی کوشش کی جائے کیونکہ یہ قرآن کی زبان ہے اور چونکہ ہر مسلمان کو اس قدر جاننا ضروری ہے کہ وہ اپنی نمازیں صحیح طریقے پر ادا کر سکے اور اپنے دین کے احکام سے واقف رہے، عربی زبان کی نشر و اشاعت کا کام اگر مسلمان انجام دیں گے اور اگر حکومتوں نے اس مہم کی سرپرستی کی، عوام نے دلچسپی لی تو وہ دن دور نہیں جب کہ عربی زبان مسلمانوں کی واحد علمی اور ادبی زبان ہوگی، ان کی تصنیف و تالیف اور ان کی کانفرنسوں اور موتمرات میں یہی زبان سرکاری سمجھی جائے گی، اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہلاکت آفریں تحریکوں کا پورا مقابلہ کیا جائے اور ان کو ناکام بنایا جائے، جیسے یہ تحریک کہ مقامی لہجے (Dailects Colloquials) کو فصیح قرآنی زبان پر ترجیح دی جائے یا عربی رسم الخط کو ختم کر کے لیٹن حروف استعمال کئے جائیں، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ وہ زبانیں جو پہلے عربی حروف میں لکھی جاتی تھیں اب کچھ عرصے سے لیٹن حروف میں لکھی جا رہی ہیں، ان کو پھر دوبارہ قدیم رسم الخط یعنی عربی حروف استعمال کرنے کی دعوت دی جائے۔ یہ زبانیں ترکی، ملاوی، انڈونیشی اور سواحلی ہیں۔

(٢) مسلم یا غیر مسلم ممالک میں جو لوگ عربی زبان نہیں جانتے ان کے

www.abulhasanalinadwi.org

حالات کا مطالعہ کیا جائے اور پلاننگ کی جائے کہ ان کے اندر عربی زبان کس طرح رائج کی جائے، اور ایک خصوصی عملے کے ذریعہ اس مقصد کے حصول کی کوشش کی جائے، نیز اسکالرشپ، انعامات اور مالی یا معنوی ہمت افزائی کے طریقے اختیار کئے جائیں اور جدید ٹکنالوجی اور زبان سکھانے کے ذرائع اختیار کئے جائیں۔

③ اس بات کے امکان کا جائزہ لیا جائے کہ قرآن کے الفاظ سے عربی زبان سکھلائی جائے اور قرآنی الفاظ پر مشتمل ڈکشنری اور تعلیم کی کتابیں مرتب کی جائیں، اس سلسلہ میں جو پیش قدمی برادر ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی نے اپنی کتاب "تعلیم لغة القرآن الکریم" میں کی ہے اس تجربہ سے استفادہ کیا جائے۔

④ غیر عرب کو عربی سکھانے کے لئے درس گاہیں قائم کرنے کی جو کوششیں ہوں ان کی پیروی کی جائے اور اس کام کے لئے مدرس تیار کئے جائیں اور جو ادارے قائم ہیں ان کو مالی استحکام کے ذریعہ بڑھایا جائے اور ان کا معیار بلند کیا جائے۔

⑤ جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں ان کے لئے سفر کے ایسے انتظامات کئے جائیں کہ وہ مسلمانوں کی سوسائیٹیوں کو قریب سے دیکھیں اور زبان و ثقافت کا مطالعہ کر سکیں اور مسلم ممالک کے محکمے جیسے رعایۃ الشباب کا محکمہ ہے، یا وہ ادارے ہیں جن کا مقصد اسلام اور مسلمانوں کی خدمت ہے، ان کو چاہئے کہ مسلم ممالک کے نوجوانوں کو اپنے ملکوں کی طرف سے ان ممالک میں ...

www.abulhasanalinadwi.org

جہاں مسلمانوں کی تعداد کم ہے تاکہ ایک دوسرے سے متعارف ہوں اور ان کے حالات کا مطالعہ کر سکیں، اور ان مقاصد کے لئے جن لوگوں کو بھیجا جائے ان کی سیرت و اخلاق اور اسلامی آداب پر کار بند ہونے کا پہلے سے اطمینان کر لیا جائے۔

اس مذاکرہ میں شریک ہونے والے ممبران اسلامی ممالک کے ان عہدہ داروں سے اپیل کرتے ہیں جو تبلیغ و دعوت، تعلیم و تربیت اور وسائل ابلاغ کے ذمہ دار ہیں یا جو کیرلا میں اور علمی اداروں کے سربراہ ہیں کہ وہ ان تجاویز کو بروئے کار لانے اور اس کی تائید کرنے میں پوری سرگرمی سے کام لیں، اگر یہ لوگ متعلقہ محکموں سے جو مسلم ممالک میں قائم ہیں ان سفارشات کا ذکر کریں گے اور تائید کرتے رہیں گے تو ہم امید کرتے ہیں کہ یہ کوششیں بارآور ہوں گی۔

ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہدایت و توفیق اور مدد کے ملتجی ہیں۔

وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون

وستردون الی عالم الغیب والشہادۃ فینبئکم

بما کنتم تعملون ۝

والحمد للہ اولاً و آخراً، وبنعمتہ تتم الصلحت

---

www.abulhasanalinadwi.org

ادبیاتِ اسلامی کے مستقل سکریٹریٹ کا قیام

سفارشات میں جو اجزار دار العلوم ندوۃ العلمار سے تعلق رکھتے ہیں ان پر دار العلوم ندوۃ العلمار نے اپنے وسائل و امکانات کے دائرہ میں عمل شروع کردیا ہے، ان میں دار العلوم ندوۃ العلمار میں ادبیات اسلامی کا ایک مستقل سکریٹریٹ کا قیام بھی ہے۔ الحمد للہ یہ مستقل سکریٹریٹ دار العلوم ندوۃ العلمار کے ایک موزوں حصہ میں قائم کردیا گیا ہے۔ ادبیات اسلامی کے سلسلہ میں جو ذمہ داریاں مذاکرہ علمی کے بین الاقوامی جلسہ کی جانب سے اس پر عائد ہوتی ہیں ان کو اپنے وسائل کے مطابق یہ سکریٹریٹ انجام دے گا۔

پتہ:۔ نظامت مجلس ادبیات اسلامی
دار العلوم ندوۃ العلمار، پوسٹ بکس ۹۳، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org